ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
11
www.tanzeem.org
25جمادی الاوّل تا2جمادی الثانی1436ھ/17تا23مارچ2015ء

اس شمارے میں

کراچی آپریشن

تقویٰ: ایمان کا اوّلین عملی تقاضا

......زن ہوتی ہے نازن

اسلام اور قومیت

ہوسِ زر

نوجوان اولاد کی تربیت

اسلامی تعلیم کو رائج کرنا

اصحابِ کہف کی قبور کی زیارت کا سفر

ہم آزمائشوں کا مقابلہ کیسے کریں؟

چونکہ اسلامی تحریک آج مختلف قسم کے دباؤ اور چیلنجوں کا سامنا کر رہی ہے اور ہنگامہ دار و گیر اور غلغلۂ رست خیز کا اسے تجربہ ہوتا جا رہا ہے، اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ واضح راستوں پر چلے اور ہدایت و علم کی روشنی میں اس کا سفر خوب نمایاں ہو۔ وہ دوسرے رُجحانات و خیالات، ہنگاموں اور عارضی اسباب و ذرائع سے متاثر نہ ہو اور جلد منزل تک پہنچنے کے لئے جست لگانے کی کوشش نہ کرے۔

دورِ جدید کی تحریک اسلامی کو چاہیے کہ وہ اپنے کارکنوں اور داعیوں میں ایثار و قربانی کی روح پھونکے، انہیں وقتاً فوقتاً ایسی ذمہ داریاں اور فرائض سونپے جو انہیں زمانے کے مقابلے میں جرأت و شجاعت، اقدام اور قربانی کا عادی بنا سکیں، اور ان کے دلوں سے کمزوری، خوف اور شکست کے عوامل کا استیصال کر سکیں۔

اسلامی تحریک کو تربیت اور تعمیر کے مختلف میدانوں میں ذمہ داری کی عظمت اور اس کے لئے درکار صلاحیت کو ملحوظ رکھنا ہوگا اور اُن خطرات و مصائب کی ابھی سے تیاری کرنی ہوگی جو اس ذمہ داری میں پوشیدہ ہیں اور جن کی تحریک اور اس کے افراد برابر منتظر رہتے ہیں۔ ان کو ہر طرح سے مجاہدہ اور کشمکش اور آزمائش کے لئے تیار کرنا ہوگا اور دنیوی ساز و سامان اور تعیشات سے نفرت اور سادگی و فقر کی زندگی کا عادی بنانے کی جدوجہد کرنی ہوگی۔

اس مرحلہ میں اسلام پختہ و جرأت مند متحرک عناصر کا شدت سے حاجت مند ہے۔ رہے مضمحل اور بُزدل عناصر تو جس معرکہ سے اسلام آج گزر رہا ہے، اس میں ان کی کوئی ضرورت نہیں۔

تحریکِ اسلامی

استاد فتحی یکن

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے

سُورۃُ النَّحل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات 126 تا 128

وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِہٖ ؕ وَلَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَہُوَ خَیۡرٌ لِّلصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡہِمۡ وَلَا تَکُ فِیۡ ضَیۡقٍ مِّمَّا یَمۡکُرُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾

آیت ۱۲۶ ﴿وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِہٖ ؕ﴾ ’’اور (اے مسلمانو!) اگر تم بدلہ لو تو اسی قدر جس قدر تمہیں تکلیف دی گئی ہو۔‘‘

﴿وَلَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَہُوَ خَیۡرٌ لِّلصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۲۶﴾﴾ ’’اور اگر تم صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہتر ہے۔‘‘

آیت ۱۲۷ ﴿وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ﴾ ’’اور (اے نبی ﷺ!) آپ صبر کیجیے اور آپ کا صبر تو اللہ ہی کے سہارے پر ہے‘‘

یہ حکم براہِ راست رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے اور آپ ﷺ کی وساطت سے تمام مسلمانوں کے لیے بھی۔ اس سلسلے میں حقیقت یہ ہے کہ اللہ پر جس قدر اعتماد ہوگا‘ جیسا اس پر توکّل ہوگا‘ جتنا پختہ اس کے وعدوں پر یقین ہوگا‘ اسی انداز میں انسان صبر بھی کر سکے گا۔

﴿وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡہِمۡ وَلَا تَکُ فِیۡ ضَیۡقٍ مِّمَّا یَمۡکُرُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾﴾ ’’اور آپؐ ان پر غم نہ کریں‘ اور نہ آپ تنگی میں پڑیں اس بارے میں جو سازشیں یہ لوگ کر رہے تھے۔‘‘

یہ لوگ اپنے کرتوتوں کے سبب عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں۔ چنانچہ آپؐ ان کے انجام کے بارے میں بالکل رنجیدہ اور فکر مند نہ ہوں اور نہ ہی ان کی سازشوں اور گھٹیا معاندانہ سرگرمیوں کے بارے میں سوچ کر آپؐ اپنا دل میلا کریں۔

آیت ۱۲۸ ﴿اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾﴾ ’’یقیناً اللہ اہلِ تقویٰ اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔‘‘

جو لوگ تقویٰ کی روش اختیار کرتے ہوئے درجۂ احسان پر فائز ہو گئے ہیں‘ اللہ کی معیّت‘ نصرت اور تائید اُن کے شاملِ حال رہے گی۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہوگا تو یہ مشرکین آپ کو کچھ گزند نہیں پہنچا سکتے۔

کیا ڈر ہے اگر ساری خدائی ہے مخالف کافی ہے اگر ایک خدا میرے لیے ہے!

بارک اللہ لی ولکم فی القرآن العظیم ونفعنی وایاکم بالایات والذّکر الحکیم

فرمان نبویؐ

دعوت الی الخیر

عَنۡ اَبِیۡ مَسۡعُوۡدٍ الۡاَنۡصَارِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنۡ دَلَّ عَلٰی خَیۡرٍ فَلَہٗ مِثۡلُ اَجۡرِ فَاعِلِہٖ......))

(رواہ مسلم)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص نے کسی نیک کام کی طرف (کسی بندے کی) رہنمائی کی تو اس کو اس نیک کام کے کرنے والے بندے کے اجر کے برابر ہی اجر ملے گا۔‘‘

تشریح: لوگوں کو بھلائی کی طرف دعوت دینا اور برائی سے روکنا پیغمبرانہ مشن ہے۔ چنانچہ اگر کسی شخص کی جدوجہد سے کسی دوسرے آدمی نے برائی چھوڑ کر نیکی اختیار کر لی تو نصیحت کرنے والے کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا خود نیکی کرنے والے کو۔

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

25 جمادی الاوّل تا 2 جمادی الثانی 1436ھ جلد 24
17 تا 23 مارچ 2015ء شمارہ 11

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-36293939
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

کراچی آپریشن

کراچی کی صورت حال جس نہج پر پہنچ چکی تھی اس کے دو ہی حل تھے، یا تو ریاست در ریاست جو عملی طور پر ایک لسانی جماعت قائم کر چکی تھی، جسے اگرچہ قانونی طور پر تو تسلیم نہیں کیا جا سکتا تھا، لیکن ایک حقیقت کے طور پر تسلیم کر لیا جاتا اور صرفِ نظر اور خود فریبی کا سلسلہ چلتا رہتا اور حکمران سب کچھ دیکھتے، اور جانتے بوجھتے اعراض سے کام لیتے۔ یا پھر قانونی حکمران قبضہ گروپ کے خلاف میدان میں اترتے اور بزور بازو قائم کردہ حکومت کے خلاف ایکشن لے کر حکومتی رٹ بحال کرتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سندھ حکومت نے کراچی اور حیدر آباد دو شہروں کو جس طرح حالات کے رحم و کرم پر چھوڑا ہوا تھا بالآخر اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ جبر قانون پر مکمل طور پر حاوی ہو جاتا جس کا نتیجہ خاکم بدہن ریاست کی ٹوٹ پھوٹ کی صورت میں نکلتا۔ ہم گزشتہ ہفتہ شائع ہونے والے ندائے خلافت میں ''کراچی کرچی کرچی کیوں؟'' کے عنوان سے عرض کر چکے ہیں کہ کراچی میں ٹارگٹ کلروں، بھتہ خوروں اور سیاسی بلیک میلروں کے خلاف آپریشن اب ناگزیر ہو چکا ہے اور مقتدر حلقے جرائم پیشہ افراد کے خلاف ایک بڑا آپریشن کرتے نظر آ رہے ہیں۔ جونہی یہ پرچہ عوام تک پہنچا آپریشن شروع ہو گیا۔ ہم اس حوالہ سے ایک وضاحت خود پر لازم سمجھتے ہیں کہ یقیناً ہم نے اس تحریر میں ایم کیو ایم کو بنیادی طور پر کراچی کے بگاڑ کا ذمہ دار ٹھہرایا تھا اور ہم آج بھی اپنے اس موقف پر قائم ہیں، لیکن اس میں بھی رتی بھر شک نہیں کہ جرائم اور لاقانونیت کی اس بہتی گنگا سے کچھ دوسری جماعتوں نے بھی خوب استفادہ کیا۔ لیکن ایم کیو ایم کو ذمہ دار اس لیے ٹھہرایا گیا تھا کہ اس بگاڑ کی بنیاد رکھنے والے اور کلیدی رول ادا کرنے والے ایم کیو ایم اور اس کے رہنما الطاف حسین تھے۔ وگرنہ بیسویں صدی کے آٹھویں عشرہ سے پہلے یعنی ایم کیو ایم کی تاسیس سے پہلے نہ بھتہ خوری تھی، نہ ٹارچر سیل تھے، نہ ٹارگٹ کلنگ تھی، نہ بوری بند لاشیں سڑکوں پر ملتی تھیں۔ سیاسی قتل و غارت بھی معدوم کے درجہ میں تھا۔ ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ ان جرائم کا ارتکاب اگرچہ بعد ازاں بعض دوسری جماعتوں نے بھی کیا لیکن ابتدا اور انتہا تک پہنچانے کا سہرا ایم کیو ایم کے سر ہی ہے۔ ہم دلی دعا کرتے ہیں کہ ایم کیو ایم میں موجود شریف النفس لوگ آگے بڑھیں، ایم کیو ایم کو صحیح معنوں میں متحدہ قومی موومنٹ بنائیں۔ قانون شکن، تشدد پسند اور بھتہ خور عناصر کو جماعت سے نکال باہر کریں اور اسے ایک قانون پسند جماعت بنائیں۔

ہم اس حقیقت کو برملا تسلیم کرتے ہیں کہ مہاجروں نے ہندوستان سے پاکستان ہجرت کر کے عظیم جانی و مالی قربانی اور ایثار کا مظاہرہ کیا، لیکن انہیں بھی یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ مقامی لوگوں نے ان کا استقبال کرنے میں جس محبت اور اخوت کا مظاہرہ کیا، اس کی تاریخ میں ایک ہی اور مثال ہے اور یقیناً وہ مثال ہر لحاظ سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ یہاں ہماری مراد مسلمانانِ مکہ کی ہجرت اور انصارِ مدینہ کا اظہارِ محبت و اخوت ہے۔ ظاہر ہے اس مقام اور معیار تک تو نہیں پہنچا جا سکتا تھا، لیکن پھر بھی 1947ء میں مقامی لوگوں نے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا تھا۔ ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مقامی لوگوں سے کچھ غلطیاں یا زیادتیاں ہوئی ہوں گی اور ایم کیو ایم کا قیام ایک

ردعمل ہوسکتا ہے' لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ایم کیو ایم نے تمام حدود کو پھلانگ لیا اور دھونس دھاندلی کو اپنا مستقل وطیرہ بنالیا۔

بہر حال ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آپریشن ناگزیر ہو چکا تھا' البتہ یہ کہ اسے ایم کیو ایم تک محدود نہیں رہنا چاہیے بلکہ ہر قسم کی سیاسی اور مذہبی وابستگی سے بالاتر ہو کر تمام جرائم پیشہ افراد اور گروہوں کے خلاف ہونا چاہیے۔ اب اس آپریشن کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے اور کراچی کو تمام جرائم پیشہ افراد سے پاک کیا جائے۔ قانون کی بالادستی اور ریاست کی رٹ مکمل طور پر قائم ہونا چاہیے۔

اگر اسٹیبلشمنٹ نے 1992ء کی طرح اس مرتبہ بھی ادھورا آپریشن کیا اور کراچی کو جرائم پیشہ افراد اور گروہوں سے پاک نہ کیا تو کراچی ہی نہیں پاکستان کا مستقبل بھی مخدوش ہے۔ اس حقیقت سے کون واقف نہیں کہ اس ادھورے آپریشن نے ایم کیو ایم کو مظلوم بنا دیا تھا اور انہیں اس سے بڑی تقویت ملی تھی جس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ایم کیو ایم نے ان تمام پولیس افسران کو باری باری قتل کر دیا تھا جنہوں نے 1992ء کے آپریشن میں حصہ لیا تھا اور بعد ازاں پولیس میں اور دوسرے بہت سے محکمہ جات خاص طور پر کراچی واٹر بورڈ اور KESC میں اپنے کارکنوں کو بھرتی کروایا تھا جو تنخواہ حکومت سے لیتے تھے اور کام جماعت کا کرتے تھے۔ موجودہ آپریشن کے خلاف بھی کراچی واٹر بورڈ کے ملازمین نے بھرپور احتجاج کیا ہے۔ تاجروں سے بھی گن پوائنٹ پر ہڑتال کروائی جاتی ہے' میڈیا کو بھی خوفزدہ کر دیا جاتا ہے' گویا سارے کراچی کو یرغمال بنالیا جاتا ہے۔

اس آپریشن کے حوالہ سے حکومت سندھ' آصف زرداری اور ان کی ناک کے بال رحمٰن ملک کا رویہ انتہائی ناقابل فہم ہے۔ ایک طرف یہ لوگ آل پارٹیز کانفرنس میں دہشت گردی کے خلاف اقدامات کے لیے مینڈیٹ حاصل کرتے ہیں' صوبائی حکومت کی درخواست پر کراچی میں رینجرز کا تعین کیا جاتا ہے' جرائم کا قلع قمع کرنے کا ہدف سامنے رکھ کر پولیس کے لیے بکتر بند گاڑیاں اور اسلحہ خریدا جاتا ہے اور جب رینجرز آپریشن کر کے نائن زیرو سے غیر ملکی اسلحہ اور سزا یافتہ مجرم اور مطلوب افراد کو وہاں سے گرفتار کرتی ہے تو یہ لوگ لندن الطاف حسین کو فون کر کے اظہارِ ہمدردی کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ کراچی میں ہونے والی دہشت گردی کے بہت سے واقعات میں ایم کیو ایم مکمل طور پر ملوث ہے۔ سانحہ بلدیہ ٹاؤن جس میں دو سو انسٹھ پاکستانی جل کر ہلاک ہو گئے تھے' جے آئی ٹی رپورٹ کے مطابق اس میں ایم کیو ایم ملوث تھی۔ اس پس منظر میں الطاف حسین کے ان الزامات کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے کہ رینجرز کمبلوں میں چھپا کر اسلحہ نائن زیرو کے اندر لے گئی۔ سوال یہ ہے کہ کیا فیصل موٹا اور عبید کے ٹو جیسے سزا یافتہ مجرم بھی کمبلوں میں چھپا کر نائن زیرو پہنچائے گئے تھے؟

کراچی کے حالات بگاڑنے میں بین الاقوامی قوتوں نے بھی ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ خصوصاً پاکستان کے ایٹمی قوت بن جانے کے بعد اسلام دشمن قوتیں پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے لیے بڑی متحرک ہو گئی تھیں' کیونکہ دنیا کے لیے کسی اسلامی ملک کا ایٹمی صلاحیت کا حامل ہونا کسی صورت قابل قبول نہ تھا' لہٰذا یہ قوتیں ہر طرف سے پاکستان کے خلاف متحرک ہو گئیں۔ کراچی چونکہ پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا تھا لہٰذا کراچی کو خاص طور پر ٹارگٹ کیا گیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ الطاف حسین نے 1992ء کے آپریشن کے بعد برطانیہ میں سیاسی پناہ حاصل کر کے ہمالائی غلطی کی۔ اس سے یہ تاثر عام ہوا کہ الطاف اپنے لوگوں کو چھوڑ کر اپنی جان بچا کر پاکستان سے فرار ہو گئے ہیں۔ پھر یہ کہ وہ امریکہ اور برطانیہ کے ہاتھوں سیاسی طور پر بری طرح بلیک میل ہوئے اور انہیں اپنے تحفظ کے لیے مغربی قوتوں کے ایجنڈے کی تکمیل میں خواہی نخواہی تعاون کرنا پڑا۔

پاکستان میں غیر قانونی حرکات پر جب حکومت پاکستان نے برطانیہ سے رابطہ کیا تو برطانیہ کو مزید بلیک میلنگ کے لیے سنہری موقع ہاتھ لگ گیا۔ قصہ کوتاہ الطاف حسین غیر ملکی خفیہ ایجنسیوں کے ہاتھوں کھلونا بن گئے جن میں سے M16 خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ہم ایک بات شروع سے کہتے آئے ہیں کہ اہل یورپ اور امریکہ کا انصاف اور نظامِ عدل اپنے اپنے ملک کے مفاد کے گرد گھومتا ہے۔ اگر ملکی مفاد کا تقاضا ہو تو بدترین ناانصافی اور ظلم پر اتر آتے ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں منی لانڈرنگ بدترین جرم ہے۔ الطاف حسین کے گھر سے ایک بڑی رقم برآمد ہوئی جس کے قانونی انتقال کا وہ کوئی ثبوت فراہم نہ کر سکے' لیکن انہیں عدالت کی طرف سے بری کر دیا گیا۔ لہٰذا ہماری سیاسی اور عسکری قیادت کو بڑا سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا ہوگا کہ وہ بیرونی ہاتھ کو پاکستان میں حالات خراب کرنے کے حوالہ سے کس طرح روکیں؟ ہمیں دوست اور دشمن میں تمیز کرنا ہوگی۔ کسی طاقت سے مرعوب ہو کر اس کی دشمنی کو اس پر واضح نہ کرنا بڑا نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا حکمرانوں کو امریکہ اور برطانیہ سے کھل کر بات کرنا ہوگی کہ وہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ لیکن اس کے لیے معاشی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا از حد لازم ہے' وگرنہ یہ مرعوبیت اور خوف پر مبنی پالیسی ہماری آزادی ہم سے چھین سکتی ہے' اور ہم خاکم بدہن ایک بار پھر شکست و ریخت کا شکار ہو سکتے ہیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اہل کراچی جرأت اور ہمت کا مظاہرہ کریں۔ کراچی کو تمام جماعتوں کے عسکری ونگز کی ہیبت اور خوف سے نجات دلائیں' تاکہ کراچی آزاد ہو سکے۔ وگرنہ وہ لندن ریموٹ سے کنٹرول ہوتے رہیں گے' جس کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆

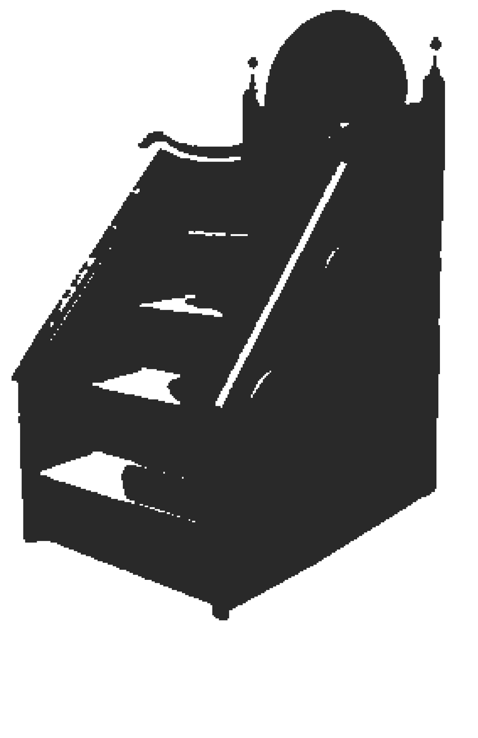

تقویٰ: ایمان کا اوّلین عملی تقاضا

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 6 مارچ 2015ء کے خطابات جمعہ کی تلخیص

مرتب: حافظ محمد زاہد

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیات کے بعد!

حضرات! ابھی آپ نے سورۃ التغابن کی آخری تین آیات سماعت فرمائی ہیں۔ سورہ التغابن ایمان کے موضوع پر قرآن مجید کی جامع ترین سورت ہے۔ اگرچہ سورۃ الاخلاص بھی ایمان اور توحید کا ایک بہت بڑا خزانہ ہے' لیکن اس میں ایمانیات میں سے صرف ایمان باللہ کا بیان ہے۔ جب کہ سورۃ التغابن میں تینوں ایمانیات یعنی ایمان باللہ، ایمان بالرسالت اور ایمان بالآخرت اور ان کے ساتھ ساتھ ایمان کے بنیادی لوازم، منطقی نتائج اور ثمرات کا تذکرہ بڑے اہتمام سے کیا گیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ انسان جب حقیقی ایمان کے درجے کو پہنچتا ہے اور ایمان بالآخرت پر بھی اس کا پورا یقین ہو جاتا ہے تو اس کی سوچ اور رویے میں ایک انقلاب برپا ہوتا ہے۔ پھر اس کی نظر میں اس دنیا کی حقیقت ایک مسافر خانہ اور امتحان گاہ کے سوا کچھ نہیں رہتی اور اس کی ساری جدوجہد اپنی آخرت کو بہتر بنانے کے لیے ہوتی ہے۔ لیکن جن لوگوں کی نظر آخرت کے بجائے دنیا پر ہوتی ہے تو ان کی سوچ یہ بن جاتی ہے کہ یہ زندگی تو بس ایک مرتبہ کی ہے اور ایک بار یہاں سے چلے جانے کے بعد دوبارہ لوٹ کر آنا ممکن نہیں' لہٰذا اس دنیا سے جتنا فائدہ اٹھا سکتے ہو' اٹھا لو۔ جب سوچ یہ ہوگی تو ظاہر بات ہے کہ ان کے نزدیک سب سے قیمتی شے یہ زندگی شمار ہوگی اور اس کو بچانا سب سے بڑا خواب ہوگا۔

اس حوالے سے یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیادار لوگوں کو موت سے بہت خوف آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ کسی صورت بھی ایمان بالآخرت کے موضوع پر گفتگو کرنا اور سننا پسند نہیں کرتے اس لیے کہ اس میں موت اور بعث بعد الموت کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جن کا یقین آخرت پر ہو تو ان کا حال یہ ہوتا ہے ؎

''شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مؤمن!'' آنحضور ﷺ نے بھی جو جماعت تیار کی تھی انہیں زندگی کے مقابلے میں موت زیادہ عزیز تھی اور وہ ہر وقت شہادت کی تمنا کرتے تھے۔ اب ایک طرف وہ شخص ہے جس کی نظر میں یہ دنیا ہی سب کچھ ہے اور اس کے مقابلے میں ایک وہ ہے جو آخرت پر یقین رکھتا ہے اور اسی کو سب سے قیمتی متاع سمجھتا ہے۔ یہ دونوں کسی صورت برابر نہیں ہو سکتے۔ ان میں تو زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس لیے کہ دنیادار آدمی یہی سمجھتا ہے کہ اپنی زندگی کو کسی قیمت پر خطرے میں نہ ڈالو اور زیادہ سے زیادہ موج اڑا لو۔ لیکن جب اس کا آخرت پر یقین ہو جائے گا تو پھر شہادت اس کی سب سے بڑی اُمنگ اور خواہش بن جائے گی۔ جہاد اور شہادت کے حوالے سے اللہ کے رسول ﷺ نے تو یہاں تک فرما دیا:

((مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ نِفَاقٍ)) (سنن نسائی)

''جو کوئی اس حالت میں مرے کہ نہ تو اس نے کبھی جہاد کیا ہو اور نہ ہی کبھی اس نے جہاد کی نیت کی ہو تو وہ شخص نفاق کے ایک حصہ پر مرا۔''

چنانچہ حقیقی ایمان کے نتیجے میں انسان کی سوچ میں ایک نمایاں فرق واقع ہو جاتا ہے' لیکن یہ فرق آج ہمیں کہیں نظر نہیں آ رہا۔ آج ہم سب کی سوچ وہی ہے جو ساری دنیا کی سوچ ہے۔ الا ماشاء اللہ!

یہ بھی ہمارے ایمان ہی کی ایک نشانی ہے کہ ہم اسلامی شعائر اور اسلامی آداب کا کافی خیال رکھتے ہیں۔ ہم اپنے مستقبل کے کسی کام پر ''ان شاء اللہ'' ضرور کہتے ہیں، لیکن بہت افسوس کا مقام ہے کہ ہم نے اپنے طرزِ عمل سے ان کلمات کی معنویت کو کھو دیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص وعدہ کر کے ان شاء اللہ کہتا ہے تو اس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ یہ وعدہ پورا ہونے کی توقع نہ رکھو۔ ہمارے طرزِ عمل نے اس کے مفہوم کو بدل دیا ہے۔ لیکن حقیقت میں ان الفاظ کا استعمال ہمارے ایمان کا ہی مظہر ہے۔ اسی طرح کسی خیر خوبی یا اللہ کی نعمت کے اظہار پر ماشاء اللہ کہنا' کسی عمدہ منظر کے نظر آنے پر سبحان اللہ کہنا' دینی یا دنیوی اعتبار سے کسی نعمت کے حاصل ہو جانے پر الحمدللہ کہنا۔ یہ سب وہ کلمات ہے جو ہماری ایمانی سوچ کو ظاہر کرتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ اب ہمارے معاشرے میں ان الفاظ کا استعمال بھی آہستہ آہستہ متروک ہو رہا ہے۔ ہمارے متوسط طبقے کے لوگ اپنے آپ کو ایلیٹ طبقے کا حصہ ثابت کرنے کے لیے ان الفاظ سے جان چھڑا رہے ہیں۔

زیر مطالعہ سورت کی پانچ آیات (11 تا 15) میں ایمان کے پانچ بنیادی لوازم کا بیان ہے۔ ان میں سے سب سے پہلے ہے: تسلیم و رضا' یعنی اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے پر راضی رہنا اور کسی قسم کا شکوہ زبان پر نہ لانا۔ دوسرا نتیجہ ہے: اللہ اور رسول ﷺ کی کامل اطاعت بایں طور کہ ان کے ہر حکم کے سامنے بلا چون و چرا سر تسلیم خم

کرنا۔ تیسرا نتیجہ ہے: اللہ پر توکل کرنا‘ یعنی سارا اعتماد اور بھروسا اسباب پر نہیں بلکہ صرف اور صرف مسبب الاسباب پر کرنا۔

ایمان کا چوتھا بنیادی نتیجہ ان آیات میں یہ بیان ہوا ہے کہ طبعی محبتوں کے ضمن میں محتاط اور ہوشیار رہو۔ دنیا میں تو یہ سب سے بڑی نعمتیں شمار ہوتی ہیں اور انسان کا سب سے زیادہ تعلق انہی کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی محبت میں اتنے آگے نہ بڑھ جاؤ کہ اللہ کے احکامات کو نظر انداز کرنے لگو، ان کی فرمائشوں کو پوری کرنے کے لیے حدود اللہ کو توڑنے لگو‘ اور حلال ذرائع کے بجائے حرام میں منہ مارنے لگو۔ لہٰذا ان کے معاملے میں ذرا ہوشیار رہو اس لیے کہ ان کی محبت تمہاری عاقبت کو برباد کرسکتی ہے۔ اور بالآخر یہ تمہارے دشمن ثابت ہوں گے اور آخرت میں تم انہی کو کوسو گے۔

ایمان کا پانچواں نتیجہ یہ ہے کہ مال اور اولاد کو اپنے لیے فتنہ سمجھو۔ یہ زندگی ایک امتحان ہے اور اللہ تعالیٰ خاص طور پر تمہیں مال اور اولاد کے ذریعے سے آزماتا ہے۔ یہ مال و دولت اور یہ تمام رشتے دار (بیٹا، بھائی، بیوی، والدین وغیرہ) جنہیں ہم بہت بڑی حقیقت سمجھتے ہیں‘ لیکن اصل میں یہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ قرآن مجید میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اس دنیا میں جو سب سے زیادہ قریبی ہیں‘ قیامت کے دن وہی ایک دوسرے کے سخت ترین دشمن ہوں گے۔ اسی طرح یہ مال بھی انسان کے لیے عذاب بن جائے گا اور جو درہم و دینار ہم اکٹھے کر رہے ہیں‘ انہی سے ہمیں داغا جائے گا۔ اس سے صرف وہ سچے اہل ایمان مستثنیٰ ہوں گے جو مال و اولاد کی محبت پر اللہ کی محبت کو فائق رکھیں گے۔

اس ضمن میں سورۃ التوبہ کی آیت 24 بہت اہم ہے جس میں ان سب کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (24)﴾

”(اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ‘ تمہارے بیٹے‘ تمہارے بھائی‘ تمہاری بیویاں (اور بیویوں کے لیے شوہر)‘ تمہارے رشتہ دار‘ اور وہ مال جو تم نے بہت محنت سے کمائے ہیں‘ اور وہ تجارت جس کے مندے کا تمہیں خطرہ رہتا ہے‘ اور وہ مکانات جو تمہیں بہت پسند ہیں‘ (اگر یہ سب چیزیں) تمہیں محبوب تر ہیں اللہ‘ اس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد سے‘ تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سنا دے۔ اور اللہ ایسے فاسقوں کو راہ یاب نہیں کرتا۔“

اس آیت میں آٹھ چیزیں گنوا کر یہ واضح کیا گیا ہے کہ اگر ان آٹھ چیزوں کی محبتوں میں سے کسی ایک یا سب محبتوں کا جذبہ اللہ‘ اُس کے رسولؐ اور اُس کے راستے میں جہاد کی محبتوں کے جذبے کے مقابلے میں زیادہ ہے تو پھر اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو۔ ہم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے باطن میں ایک ترازو نصب کرے۔ اس کے ایک پلڑے میں یہ آٹھ محبتیں ڈالے اور دوسرے میں اللہ‘ اس کے رسولؐ اور جہاد کی تین محبتیں ڈالے اور پھر اپنا جائزہ لے کہ میں کہاں کھڑا ہوں! اگر تو تین محبتوں والا پلڑا جھک گیا تو سمجھ لو کہ ایمان کے معاملات ٹھیک سمت میں جا رہے ہیں اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو پھر حقیقی ایمان کی منزل ابھی بہت دور ہے۔

اسی فلسفہ کو علامہ اقبالؔ نے اپنے ایک شعر میں

پریس ریلیز 13 مارچ 2015ء

کراچی میں جرائم پیشہ افراد کے خلاف آپریشن دیر آید درست آید کے مصداق ہے

ٹارگٹ کلروں اور بھتہ خوروں کے مقامی اور بین الاقوامی پشتی بانوں کو بھی گرفت میں لیا جانا چاہیے

مجرموں کو عبرت ناک سزا ملنی چاہیے تاکہ جرائم سے پاک معاشرہ قائم ہوسکے

حافظ عاکف سعید

کراچی میں جرائم پیشہ افراد کے خلاف آپریشن دیر آید درست آید کے مصداق ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ چند سالوں میں کراچی میں کئی ہزار افراد ٹارگٹ کلنگ کا شکار ہو چکے ہیں۔ بھتہ خوری نے تاجر حضرات کے ناک میں دم کیا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ آپریشن تمام تر سیاسی و مذہبی وابستگی سے بالاتر ہونا چاہیے۔ صرف قانون شکن عناصر اور معصوم عوام میں موت تقسیم کرنے والوں کو اس کا نشانہ بننا چاہیے، اور انتہائی غیر جانبداری سے عمل میں آنا چاہیے اور یہ تاثر ہرگز نہیں پیدا ہونا چاہیے کہ یہ خاص کسی جماعت کے خلاف لانچ کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردوں کا ٹارگٹ کلروں اور بھتہ خوروں کے مقامی اور بین الاقوامی پشتی بانوں کو بھی گرفت میں لیا جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ اسلام اور پاکستان دشمن غیر ملکی قوتیں پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے لئے قتل و غارت گری کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجرموں کو عبرت ناک سزا ملنی چاہیے تاکہ جرائم سے پاک معاشرہ قائم ہوسکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

اس طرح پیش کیا ہے:

یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم وگماں، لَآ اِلٰـــــہَ اِلَّا الـلّٰـــــہُ!

آیت زیرِ مطالعہ میں گنوائی گئی آٹھ چیزوں میں سے پہلی پانچ ''رشتہ وپیوند'' کے زُمرے میں آتی ہیں جبکہ آخری تین '' مال و دولتِ دنیا'' کی مختلف شکلیں ہیں۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ ان چیزوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے' یہ تو بس ہمارے وہم وخیال کے بنائے ہوئے بت ہیں۔ جب تک لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شمشیر سے اِن بتوں کو توڑا نہیں جائے گا' بندۂ مومن کی دل کی دنیا میں توحید کا جھنڈا کسی صورت بلند نہیں ہوگا۔

اب ہم آیت 16 کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (16)﴾

''پس تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو امکانی حد تک' اور سنو اور اطاعت کرو اور مال خرچ کرو' یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور جو کوئی اپنے جی کے لالچ سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ ہوں گے فلاح پانے والے۔''

تقویٰ کا ترجمہ عام طور پر ''ڈر'' کر دیا جاتا ہے' حالانکہ تقویٰ کا اصل مفہوم ''بچنا'' ہے' یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑنے سے بچنا۔ اب یہ بچنا خوف کے تحت بھی ہوسکتا ہے اور محبت کے تحت بھی۔ جیسے ایک سعادت مند بیٹا باپ کے خوف سے بھی کسی کام سے رک جاتا ہے اور بعض اوقات یہ رکنا باپ کی محبت کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا تقویٰ میں بھی یہ دونوں پہلو ہونے چاہئیں اور اللہ کی محبت اور عظمت کے تحت اس کی ناراضگی سے بچنا چاہیے۔

اس حوالے سے یہ بھی یاد رکھیے کہ تقویٰ کی جو روح قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے، وہ اصل میں خوفِ آخرت ہے۔ سورۃ النازعات میں فرمایا: ﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى (40) فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (41)﴾ ''اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا اور دل کو خواہشوں سے روکتا رہا۔ تو یقیناً جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔''——

روحِ تقویٰ یہ ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے انسان کو ہر وقت یہ احساس رہے کہ ایک دن مجھے اللہ کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ چنانچہ جب انسان کو یہ احساس ہوجائے گا تو وہ ہر کام کرنے سے پہلے سوچے گا کہ ایسا تو نہیں ہے کہ یہ کام اللہ کی ناراضگی کا موجب بن جائے اور اس کی پاداش میں کل قیامت کے دن اللہ کا عذاب میرا مقدر بن جائے۔ مزید یہ کہ جزا وسزا اور حساب وکتاب پر یقین رکھنا ہمارے ایمان کا لازمی حصہ ہے اور اس کو مانے بغیر کوئی شخص مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔ ہمارا ہر عمل حتیٰ کہ ہماری زبان سے نکلنے والا ہر حرف ریکارڈ ہورہا ہے اور اس پر ہمارا مواخذہ بھی ہوگا۔ لہٰذا ہمیں ہر کام سے پہلے سوچنا چاہیے کہ ہمارا رب اس کام سے ناراض تو نہیں ہوگا۔

اسی احسان اور سوچ کا نام تقویٰ ہے اور تقویٰ کے اندر پورا دین اور زندگی کا ہر معاملہ موجود ہے۔ تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے آسانی سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ستر (70) سے زائد مرتبہ تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ نکاح کے مسنون خطبہ میں جو چار آیات پڑھی جاتی ہیں' ان میں بھی سارا زور تقویٰ اختیار کرنے پر ہے۔ تقویٰ اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان ہر وہ کام چھوڑ دے جو اللہ کو ناپسند ہو۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی جن چیزوں سے روک دیا ہے' اس سے بھی باز آجاؤ۔ رب کو راضی کرنے کے لئے اللہ اور رسول دونوں کی اطاعت لازم ہے اور رب العالمین کا حکم بھی یہی ہے جو قرآن مجید کے بہت سے مقامات پر آیا ہے: ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ ''اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی''۔ یہ ہے عملِ تقویٰ اور اسی کی بنیاد پر جنت حاصل ہوگی۔

قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر اہل جنت کا تذکرہ کیا گیا ہے' اور سورۃ الطور میں جنت والوں کا ایک خاص نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اہل جنت عمدہ تختوں پر بیٹھے آپس میں گفتگو کررہے ہوں گے اور بین السطور وہ ایک دوسرے سے یہ سوال پوچھیں گے کہ تم کس عمل کی وجہ سے جنت میں پہنچے ہو۔ ان کا جواب یہ ہوگا: ﴿اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ (26) فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (27)﴾ (الطور) ''ہم پہلے اپنے اہل وعیال میں ڈرتے ہوئے رہتے تھے تو اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہمیں بچا لیا لو (سخت ترین گرمی اور آگ) کے عذاب سے''۔ اللہ کی ناراضگی والے اعمال سے بچ کر زندگی گزارنے کا نام ہی تقویٰ ہے۔

قرآن مجید میں متقین کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے اور ایک مقام پر تو یہاں تک فرمادیا گیا: ﴿اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ (133)﴾ کہ یہ جنت صرف متقیوں کے لیے تیار کی گئی۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کی بے شمار آیات ہیں جن میں یہ فرمایا گیا ہے کہ متقین جنت کے بلند ترین مقامات میں عیش وآرام سے رہیں گے۔ اس حوالے سے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقین سے محبت کرتا ہے' اس کا ذکر بھی کئی مقامات پر ہوا ہے' مثلاً سورۃ التوبہ میں فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (4)﴾ ''اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

تقویٰ کے حوالے قرآن مجید کی ایک آیت بہت اہم ہے اور اس آیت میں تقویٰ اختیار کرنے کا بہت سخت تقاضا آیا ہے۔ فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ﴾ (آلِ عمران 102) ''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جتنا کہ اُس کے تقویٰ کا حق ہے''۔ یعنی تقویٰ کے سو فیصد معیار تک پہنچو۔ روایات میں آتا ہے کہ اس آیت کے نزول پر صحابہ کرامؓ پریشان ہوکر آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس آیت پر عمل تو ممکن ہی نہیں ہے۔ کون ہے جو کہہ سکے کہ میں سو فیصد اس مقام تک پہنچ سکتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تقویٰ کا حق تو کوئی نہیں ادا کرسکتا اور پھر آپؐ نے سورۃ التغابن کی یہی زیر مطالعہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ یعنی تم اپنی استطاعت اور طاقت کے مطابق تقویٰ حاصل کرنے لیے پورا زور لگادو۔

جیسے جیسے تقویٰ آگے بڑھے گا تو ایمان بھی بڑھتا جائے گا اور پھر یہ تقویٰ آپ کو مقام ولایت تک پہنچا دے گا جس کے بارے میں سورۂ یونس میں فرمایا گیا: ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (62)﴾ ''آگاہ ہوجاؤ! اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔ اب یہ لوگ کون ہیں' کیا ان کے سروں پر سینگ ہوتے ہیں یا یہ کوئی خاص مخلوق ہے! اگلی آیت میں ان لوگوں کے بارے میں بتادیا گیا کہ اللہ کے ولی وہ ہیں: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (63)﴾ ''جو ایمان لائے اور انہوں نے تقویٰ کی زندگی گزاری''۔ اگر آپ بھی امکانی حد تک تقویٰ کے لیے پورا زور لگائیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو بھی مقام ولایت تک پہنچادے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ اختیار کرنے اور صحیح معنوں میں اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

......زن ہوتی ہے نازن

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

عالمی یوم نسواں دھوم دھام سے دنیا بھر میں منایا گیا۔ سیاق وسباق جاننے، کیا، کیوں کیسے کے لیے گوگل سے رجوع کیا تو جو صفحہ سامنے آیا وہ آج کی عورت کی کئی تصاویر لیے ہوئے تھا۔ لیکن دنیا کی کم وبیش 90 فیصد عورت کی کوئی نمائندگی اس دھوم دھڑکے میں نہ تھی۔ وہ سچ مچ کی فطری، قدرتی، پیدائشی مکمل عورت جسے مرد کا مدمقابل بننے کا جنون لاحق نہیں ہے۔ جسے جینڈر (صنف) کا بخار نہیں چڑھا۔ جس کی فطرت مسخ نہیں ہوئی۔ جس کے اندر مامتا کا توانا جذبہ ماند نہیں پڑا۔ لطیف، نرم جذبات سے محروم نہیں ہوئی۔ دنیا بھر کے معاشروں میں پھیلی وہ فطری لڑکی جو چھوٹی عمر میں گڑیا اٹھاتے ہی ننھی سی ماں کا روپ دھار لیتی ہے۔ بنانا، سنوارنا، پچکارنا، کھلانا، پلانا، اوڑھانا، پہنانا اس کی فطرت میں گندھا ہوا ہے۔ مقابل میں وہ فطری لڑکا۔ جو اپنی افتادِ طبع کے مطابق گڑیا کی بازو، ٹانگ، گردن لاپروائی سے نکال کر ادھر اُدھر پھینک کر ہنستا ہوا چل دے گا۔ عورت کی اٹھان، اس کی فزیالوجی، بیالوجی، کیمسٹری سب ہی ہانکے پکارے اس کے بنیادی فرائض اور ذمہ داریوں کا پتہ دیتی ہے۔ لڑکے نے گڑیا کا تیاپانچا کیوں کر دیا؟ اس کی فطرت میں تخریب کا بھی ایک جزو ہے۔ اس کی دنیا، فرائض و ذمہ داریاں سخت کوشی، شدت طلبی سے متعلق ہیں۔ فطری تقسیم کار۔ زمین کا سینہ شق کرنا، چٹان توڑنا، سانپوں بھیڑیوں سے دو دو ہاتھ کرنا، بلڈنگیں پل بنانا۔ سرد وگرم کے تھپیڑے، جنگوں کی مصیبت...... یہ مرد کی دنیا ہے۔ عالمی یوم نسواں کی تصاویر مرد بننے، مرد کی برابری میں ادھ موئے ہوئے جانے، کھیل کے میدان میں (اور ویسے بھی) بگٹٹ دوڑتی مردانہ وار عورت کی تصویر ہے۔ شرمناک حد تک کم لباسی کا شکار ہوئی ہلکان دکھائی دے رہی ہے۔ یہی اصلاً نمائندہ تصویر ہے۔ اسی کا نام آزادۂ نسواں ہے۔

مردانہ عورت، مضبوط پٹھوں کی مالک، نسوانیت سے عاری۔ کبھی مردانہ لباس میں ملبوس کبھی برہنگی کی ماری زندگی کے ہر میدان میں مقابلے کرتی دیوانی ہوئی جاتی ہے۔ تہذیب فرنگی ہے اگر مرگِ امومت، ہے حضرت انسان کے لیے اس کا ثمر موت! ان فولادی پٹھوں والی عورت کی گود وہ لطافت، نرمی، سکون وراحت بچے کو کیونکر فراہم کر سکتی ہے جس کا ننھا بچہ متقاضی ہے۔ اس میں مامتا کی موت مضمر ہے۔ گھر...... معاشرے کا بنیادی یونٹ ایک زنانہ عورت اور مردانہ مرد سے مکان، گھر بنتا ہے۔ جس سے انسان جنم لیتے ہیں۔ وگرنہ دنیا نیتن یاہو، بشار الاسد، بش جیسوں کا جنگل بن جاتی ہے۔ جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن، کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت! آپ نے دیکھا عورت کی نسوانیت، اس کی امومت کو حکیم الامت انسانی معاشرے اور تہذیب کی زندگی موت کا سوال قرار دیتے ہیں۔ مغرب نے دنیا کو صرف ایٹم بموں، میزائلوں، ہمہ نوع خوفناک اسلحے سے جہنم زار نہیں بنایا۔ انسانی، روحانی، اخلاقی سطح پر بھی وہ بحران اٹھائے ہیں کہ انسان پاگل ہو چکا ہے۔ فطرت سے بغاوت نے اسے مخبوط الحواس کر رکھا ہے۔ صرف چند کہانیاں دیکھ لیجیے مغرب کا یہ مرد، بیوی بچوں سے لڑ کر عورت بن گیا رگئی تھی۔ (لڑائی کا ایسا انجام؟ پناہ بخدا......!) طویل آپریشنوں سے گزرا۔ خوشی کی تلاش کے اس سفر میں 8 سال گزرے تھے کہ اسے عورت ہونا پسند نہ آیا۔ لہٰذا بیوی (؟) بچوں سے راضی ہو کر دوبارہ طویل ریورس گیئر لگا کر مرد بن گیا۔ اب وہ ہنسی خوشی اپنے گھر میں رہ رہا ہے! (ایسی کہانیاں بھی دنیا کا مقدر ہونا تھیں!) نجانے وہ 8 مارچ کیسے مناتی رمناتا ہوگا! صنف بدلنے کے مناظر تو اب وہاں عام ہیں۔ آپ کہہ نہیں سکتے کہ جسے آپ مرد کی حیثیت سے جانتے ہیں دوبارہ ملے تو کہیں وہ صنف نہ بدل چکا ہو۔ یکا یک احکام بدل جائیں! یہ دیوانگی ترقی یافتہ تمام مغربی رمشرقی ممالک کے حصے آ رہی ہے۔ چین میں 94 فیصد مرد شادی کی نعمت کو ترستے پھر رہے ہیں۔ شرح پیدائش، فطرت میں خلل اندازیاں کر کر کے غیر متوازن ناہموار کر ڈالی۔ (لڑکی جنین ہی میں ضائع کی جاتی رہی)۔ جاپان جیسے مشرقی سمجھے جانے والے ملک میں مردمار قسم کی لڑکیاں ناقابل شادی ہو گئیں۔ اعداد وشمار پریشان کن ہیں۔ پہلے طلاق کے خوف سے شادی نہیں کرتے۔ اگر کر گزریں تو طلاق کے خوف سے بچوں کی پیدائش سے رکے رہتے ہیں۔ لڑکی شادی کا گلیمر، شان و شوکت، تحائف ہلے گلے سے بھرا فنکشن تو چاہتی ہے لیکن شادی نہیں۔ لہٰذا جاپانی لڑکیوں کے لیے انوکھی سروس شروع کی گئی ہے جس میں شادی تو ہوگی مگر...... بغیر دلہے کے۔ یا...... صرف تقریب کے لیے کرائے کے وقتی دلہے کے ساتھ۔ تصویر اس کے ساتھ کھنچے گی مگر نکاح نامہ پر نہ ہو گا۔ پیسے وصول کر کے لنڈورا چلتا بنے گا۔ پھر امریکی لڑکیوں کی وہ تصاویر بھی ہیں جن میں پل سے شادی، تکیے سے شادی کرنے والیاں ہیں۔ اور وہ بھی جس نے کینگرو کو گود لے لیا بیٹے کے طور پر۔ (پالتو جانور...... Pet نہیں) کینگرو بش شرٹ پہنے ماں کے گلے میں لمبی پتلی بانہیں ڈالے مامتا سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ عالمی یوم نسواں میں جب سب کچھ ہے سوائے نسوانیت اور امومت کے۔ تو پھر یہی فطری تسلسل ہے ان تصاویر کا۔ ان سے متاثر ہو کر مسلم ممالک میں بھی دیوانگی اتر آئی۔ مثلاً متحدہ عرب امارات کی ایک تصویر جس میں بندرگاہ پر پہلی مسلمان خاتون کرین آپریٹر 1932 ٹن وزنی کرین چلائیں گی! قوم نے ڈھونڈ لی فلاح کی راہ! شانہ بہ شانہ کا بخار یہ دن دکھائے گا۔ ہم نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ اسلام...... دین فطرت ہے۔ عورت کو اس کی تمام تر نسوانیت کے ساتھ وقار، تحفظ، تقدس فراہم کرتا ہے۔ مرد اس کا مدمقابل، متخاصم نہیں۔ احترام اور محبت کے رشتوں میں اس کا محافظ، پشتیبان، باپ، شوہر، بیٹا اور بھائی ہے۔ صنفی کش مکش، جھگڑے اور تکرار (Gender Warfare) کا یہاں کوئی گزر نہیں۔ عورت بنی سجی سنوری اشتہا انگیزی کی مارکیٹ کا بکاؤ مال نہیں۔ تھکا دینے والی اعصاب شل کر دینے والی مردانہ وار زندگی گزارنے کی کوئی مجبوری اسے لاحق نہیں۔ جو آج ہمارے ہاں

ذرائع ابلاغ، سیمی نار، ورکشاپس، ویمن سٹڈی سینٹرز سے زبردستی رائج کی جا رہی ہے۔ یہ برگ و بار لاتی ہے تو لڑکی اریبہ بن کر ساتھی طالبہ کی مردانہ وار قتل و غارتگری کا لقمہ بن جاتی ہے۔ یہ ہے عورت کے اختیارات اور زور آوری کا مآل (Empowerment)...... مرد فوٹو گرافر کو قتل کرنے کی اہلیت اور ایک سہیلی پر خنجر آزمانے کی صلاحیت......؟ کہاں سورۃ احزاب کا وہ خوبصورت شانہ بہ شانہ! عالی شان سیرت و کردار کا مظاہرہ۔ محرم شانوں کی رفاقت میں۔ محمد؟ کی بیٹی، علیؓ المرتضٰی کی بیوی، حسنؓ و حسین جیسے عالی مقام بیٹوں کی ماں...... سیدہ فاطمہؓ! اطاعت کرنے والے مرد، اطاعت کرنے والی عورتیں، ایمان لانے والے مرد ایمان لانے والی عورتیں...... (الخ)۔ سورۃ الاحزاب آیت 35 میں سیرت و کردار کے خوبصورت نمونے اور کہاں اس کے مقابل: کے ٹو پر چڑھنے والا مرد، کے ٹو پر چڑھنے والی عورتیں، پائلٹ مرد پائلٹ عورتیں، باکسر مرد باکسر عورتیں، کشتی کرنے والا مرد کشتی کرنے والی عورتیں...... (الخ)! ایک لامتناہی گردان تا آنکہ مرد بن جانے والی عورتیں۔ عورتیں بن جانے والے مرد......! مغربی تہذیب کی معراج تو یہی ہے۔ جبکہ ہماری معراج تو یہ ہے کہ عورت نبی نہیں ہوتی نبی کی ماں ہوتی ہے۔ قرآن میں اس کا ذکر آتا ہے......! وہ ام موسیٰ ہے وہ ام عیسیٰ ہے۔ وہ سیدہ ہاجرہؑ ہے۔ جن کی مامتا کو سلامی پیش کرتے مرد سعی میں نہ دوڑیں تو حج و عمرہ پورا نہ ہو! یہ ہے ہمارا یوم خواتین! یونیورسٹی کی تعلیم کا شانہ بہ شانہ، امریکہ میں مغربی عورت کی کسمپرسی کا مارا شانہ بہ شانہ میدان سیاست کا شانہ بہ شانہ۔ سب کچھ بہ چشمِ سر دیکھ کر یہ کہتی ہوں:

نے پردہ نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی، نسوانیت زن کا نگہباں ہے فقط مرد اور یہ بھی کہ بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن، ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت۔ جو لذت جو Thrill، تسکین تشفی راحت اولاد کی تعلیم و تربیت میں عورت کے لیے رکھی گئی ہے وہ کسی بھی مکمل عورت سے پوچھ دیکھیے۔ بڑے بڑے گریڈوں پر متمکن ہونے سے بھاری ہے!

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

اسلام اور قومیت

اوریا مقبول جان
theharferaz@yahoo.com

بحیثیت مسلمان آپ دنیا کے کسی بھی ملک میں رہتے ہوئے آپ کسی بھی قسم کا مذہبی، خاندانی، معاشرتی اور فلاحی کام کر رہے ہوں، آپ نے اس کام کے فروغ کے لیے انجمن بنائی ہو، آپ پر کوئی اعتراض نہیں کرے گا۔ آپ پانچ وقت جوق در جوق نماز پڑھیں حتیٰ کہ جمعہ کو صفیں مسجد کے باہر بھی بچھالیں، آپ میلاد کانفرنس کرائیں یا توحید کانفرنس، آپ دس دن محرم کی مجالس منعقد کروائیں اور ربیع الاول کا پورا مہینہ نعت خوانی کی مجالس کا اہتمام کریں، رمضان کی تراویح ہو یا عید کی نمازیں، آپ کے تمام اعمال ایک مذہبی رسم کے طور پر مغرب کے ہر گلی کوچے میں قابل قبول ہیں۔

اس لیے کہ جدید مغربی تہذیب، مذہبی عبادات کو بھی صدیوں سے اختیار کردہ ثقافتی رسوم کے طور پر سمجھتی ہے، اسی لیے مسلمانوں کی مساجد، سکھوں کے گوردوارے، ہندوؤں کے مندر اور یہودیوں کے سائنا گوگ وہاں کی اکثریت یعنی عیسائیوں کے گرجوں کے ساتھ ساتھ نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ تمام ممالک سب کچھ اس وقت برداشت کرتے ہیں یا اس کی اجازت دیتے ہیں جب آپ خود کو ان کی قومیت میں ضم کرلیں۔ آپ جرمن، برٹش، فرنچ یا نارویجن مسلمان کہلانے لگیں۔ آپ کا اس سرزمین، ان کے سیاسی نظام، ان کے معاشی و معاشرتی اصولوں اور ان کے پاسپورٹ سے تعلق اور احترام کا رشتہ قائم ہو جائے۔ اس کے بعد تو حجاج کرام کے قافلے وہاں سے چلتے ہیں، ان ممالک کے سفارت خانے اپنے مسلم ہم وطنوں کے لیے سہولیات بہم پہنچاتے ہیں۔

بڑے بڑے ٹور آپریٹر وہاں اپنا قانونی کاروبار کرتے ہیں اور لوگوں کو حج اور عمرہ کے لیے بھیجتے ہیں۔ آپ کسی بھی قسم کی رفاہی تنظیم بنالیں، وہاں سے فنڈ اکٹھا کریں، سیلاب زدگان، زلزلہ زدگان، یتیموں اور بیواؤں کی مدد کے لیے پیسے اکٹھا کر کے مسلمان ملکوں کو بھیجیں، آپ پر کوئی انگلی نہیں اٹھائے گا۔ لیکن اس سارے کرم اور مہربانی کے باوجود یہ دو الفاظ دنیا کے کسی بھی مہذب ملک اور مغربی معاشرت سے برداشت نہیں ہوتے، ایک خلافت اور دوسرا جہاد۔ یہ دونوں الفاظ کس راستے کی نشاندہی کرتے ہیں اور کس تصور قومیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ سول سروسز اکیڈمی کے میرے جبراً استاد مکرم نے انھی دونوں تصورات کی نفی ایک بار پھر زور و شور کے ساتھ کی ہے۔ کبھی کبھی مجھے ان کی اس منطق پر حیرت ہوتی ہے۔ آپ دین کی اصطلاحات کا دامن بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہتے اور مغرب کی تراشیدہ اصطلاحات سے بھی آپ کو رغبت ہے۔ کمال کی بات یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں اخوت کا رشتہ تو ہے قومیت کا نہیں۔ یعنی مسلمان آپس میں بھائی تو ہیں لیکن ضروری نہیں کہ وہ اپنی رنگ، نسل، زبان علیحدہ ہونے کے باوجود ایک قوم بھی بن جائیں اور ان کا سب کا ایک خلیفہ بھی ہو۔

جناب علامہ صاحب، کہ جوانی میں انھیں اسی نام سے پکارا جاتا تھا، کاش آپ اس مسلم امہ کے ایک ہونے کے تصور کے اس تاریخی معجزے کا غور سے مطالعہ کر لیتے۔ مغرب کے تمام علوم اس بات پر متفق ہیں کہ دنیا میں سب سے طاقتور چیز ثقافت یا طرز معاشرت ہے۔ آدمی صدیاں لگا دیتا ہے لیکن اپنی ثقافت کو نہیں بھولتا۔ اس ثقافت میں سب سے اہم چیز مادری زبان ہوتی ہے۔ پنجاب کا سکھ ہو یا بنگال کا بنگالی، کئی نسلیں یورپ میں گزارنے کے باوجود اپنی مادری زبان سے آشنا رہتا ہے۔ کبھی اسلامی تاریخ کے اس معجزے پر انھوں نے غور کیا ہے کہ اسلامی ریاست میں آنے سے قبل، شام، عراق، لبنان، مصر، لیبیا، سوڈان، مراکش، اردن، تیونس میں نہ لوگوں کی مادری زبان عربی

تھی اور نہ ہی کاروباری اور علاقائی زبان۔ یہاں امریکیوں کی طرح کسی نے نسل کشی بھی نہیں کی تھی جیسے انھوں نے وہاں کے مقامی ریڈ انڈین کو مار مار کر ناپید کر دیا تھا۔

اس زمانے میں جدید ذرائع ابلاغ بھی نہیں ایجاد ہوئے تھے کہ لوگ ان کو دیکھ دیکھ کر زبان اختیار کر لیتے۔ تعلیمی نظام کی جڑیں بھی اس طرح گہری نہیں تھیں کہ طرزِ تعلیم انگریزی میں کر دو تو یہ لوگوں کی مجبوری بن جائے۔ تاریخ رعایا پر مسلمان خلفاء کے جبر کی بھی کوئی گواہی نہیں دیتی۔ متعصب ترین مورخ بھی خلفائے راشدین اور بعد کے حکمرانوں پر یہ تہمت نہیں لگاتے کہ انھوں نے زبردستی اپنا دین نافذ کیا، اپنی زبان لاگو کی ہو یا اپنا کلچر کسی پر تھوپا ہو۔ لیکن یہ سب کے سب ملک آج عرب ورلڈ کا حصہ ہیں۔ ان کو یاد تک نہیں کہ ان کے آباء واجداد کی مادری زبانیں کونسی تھیں۔ یہ ان لوگوں کا کمال تھا جو خالصتاً سید الانبیاء ﷺ کی تربیت سے بہرہ مند ہوئے تھے۔

اخوت کا یہ رشتہ ایسا تھا جس نے الکفر ملۃ واحدہ کو تحلیل کر کے رکھ دیا۔ ایران میں بھی صفوی حکمران اگر ایک خاص مقصد کے لیے فارسی زبان کو زبردستی قائم نہ کرتے اور بقول ایرانی مفکرین اگر فردوسی کا شاہنامہ نہ لکھا جاتا تو فارسی آج ختم ہو چکی ہوتی۔ برصغیر میں بھی اسلام خلجیوں، غوریوں، غزنویوں اور مغلوں کی وجہ سے آیا جو اپنی بادشاہت کی سرفرازی کا مقصد لے کر آئے تھے۔ اس لیے یہاں بھی وہی قومی ریاست بن سکی، اسلامی ریاست وجود میں نہ آئی۔ لیکن جہاں آپ ﷺ کے ساتھی پہنچے اور انھوں نے وہاں حکومت قائم کی، وہاں کا رنگ، ڈھنگ اور بول چال تک سب اس زبان میں ڈھل گئی جسے وہ قرآن کی زبان قرار دیتے تھے۔ یہ ہے تاریخ کی وہ گواہی۔

قومیں جغرافیے کی لکیریں کھینچنے سے صرف آج کے دور میں بنا کرتی ہیں جنھیں قومی افواج سرحد کی حفاظت کا تصور دے کر ایسے قائم رکھتی ہیں جیسے چڑیا گھر میں جانور۔ اگر یہ قومیں اتنی ہی موثر ہوتیں تو قومی افواج کا تصور نہ ہوتا بارڈر پر پہرے داران ان قومیتوں کا تحفظ کرتے ہیں۔ یہ وہ اسلامی اخوت ہے جو قوموں کے نسلی، علاقائی اور زبانی امتیازات تک ختم کر دیتی ہے۔ اسی اخوت کی کوکھ سے مسلمانوں کی مرکزیت یعنی خلافت نے جنم لیا۔ حیرت کی بات ہے کہ دین کی تشریح سیدنا ابوبکر ؓ سے لے کر حضرت علی ؓ تک کے خلفائے راشدین کو معلوم نہ تھی اور میرے جبراً استاد کو اب سمجھ آئی کہ خلافت کی مرکزیت دین کا منشاء نہیں ہے۔

ایران جیسی عظیم سلطنت کو اتنی دور سے سنبھالنا اور وہ بھی ذرائع آمد ورفت کے اس دور میں اتنا آسان نہ تھا۔ مصر بھی ہزاروں سال علیحدہ بادشاہت کے طور پر رہ رہا تھا۔ حضرت عمر ؓ ان دونوں خطوں کو قومی ریاستیں کہہ کر علیحدہ کر دیتے اور کہہ دیتے تم تو اصل میں بھائی بھائی ہو لیکن تمہارے ملک چونکہ صدیوں سے علیحدہ رہے ہیں اس لیے تمہاری ریاست، حکومت اور خلافت بھی علیحدہ کر دیتا ہوں، تم جانو اور تمہارا ملک۔ شاید وہاں کوئی اعوارد رسالہ نہیں نکالتا تھا ورنہ ضرور یہ اعتراض اٹھاتا۔ حیرت ہے چودہ سو سال گزرنے کے بعد یہ اعتراض اٹھایا جا رہا ہے کہ خلافت کی مرکزیت دین کا منشاء نہیں تھی۔ گویا موصوف تمام خلفائے راشدین سے زیادہ دین کی سمجھ رکھتے ہیں۔

شاید ان سے زیادہ اس دین کو جارج بش اور ٹونی بلیئر سمجھتے ہیں جو مسلمانوں میں ذرا سی بھی اخوت کی جھلک دیکھتے ہیں تو پکار اٹھتے ہیں They want Khilfa Back (یہ تو دوبارہ خلافت نافذ کرنا چاہتے ہیں)۔ ایسے میں سب مسلمانوں کے خلاف اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی دو احادیث پوری دنیا کو دو اقوام میں تقسیم کرتی ہیں۔ ایک الکفر ملۃ واحدہ پورا کفر ایک قوم ہے اور دوسرا آپ ﷺ نے مسلمانوں کے بارے میں ایک لفظ استعمال کیا جسد واحد یعنی ایک جسم۔ ایک جسم میں تمام نظام مربوط ہوتے ہیں، ایک اعصابی نظام، ایک انہضام، ایک دل، ایک دماغ۔ اس جسد واحد یا ایک جسم کے دو دماغ نہیں ہو سکتے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب دو خلیفوں میں بیعت ہو جائے تو دوسرے والے کو قتل کر دو۔

اسی تصور کی نفی کرنے اور اسی جسد واحد کو توڑنے کے لیے ہی تو قومی ریاستیں وجود میں لائی گئیں تھیں۔ لیکن مسلمان دنیا کی وہ واحد قوم ہے جو ان ریاستوں کی سرحدوں کو پامال کرتے ہوئے اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کے لیے نکلتی ہے۔ اسی تصور جہاد کو ختم کرنے کے لیے ہی تو امت کے تصور کی نفی کی جاتی ہے۔ کیا میرے موصوف استاد نے سورۃ النساء کی 75 آیت نہیں پڑھی۔ آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو، جو کمزور پا کر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے۔ کیا یہ آیت کافی نہیں کشمیر اور فلسطین کے مسلمانوں کی حالت زار اور مسلم امہ کی ذمے داری بیان کرنے کے لیے۔ یہاں مسلم اخوۃ بھی شاید نہ روک سکے لیکن جدید قومی ریاست ضرور آڑے آئے گی۔ اسی لیے یہ تصور مغرب کو بھی بہت پیارا ہے اور میرے استاد کو بھی۔

رفقاء متوجہ ہوں

رفقاء کے تحریری سوالات اور

امیر تنظیم اسلامی **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ

کے جوابات پر مشتمل **ماہانہ پروگرام**

تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر

امیر سے ملاقات

کے عنوان سے دیکھا جا سکتا ہے

☆ رفقاء تنظیم پروگرام کے لیے سوالات اپنے نام اور مقامی تنظیم وحلقہ کے حوالہ کے ساتھ ہر ماہ کی **20 تاریخ تک** درج ذیل ذرائع سے بھجوا سکتے ہیں۔

i) بذریعہ ای میل: media@tanzeem.org پر۔ ii) بذریعہ خط: K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور کے پتے پر۔

iii) بذریعہ SMS موبائل نمبر 0312-4024677 پر۔

خالصتاً فقہی نوعیت کے سوالات کے جوابات نہیں دیئے جائیں گے

المعلن: مرزا ایوب بیگ (ناظم نشر واشاعت تنظیم اسلامی) 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور 042-35869501-3/042-35856304

ہوسِ زر

4مارچ 2015ء کو خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی: مبشر لقمان (اینکر پرسن' اے آر وائی نیوز)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: آصف حمید
مرتب: محمد خلیق

سوال: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر امت کا ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔'' اس حدیث کی روشنی میں آخر یہ معاملہ مسلمانوں ہی کے ساتھ خاص کیوں ہے؟

مبشر لقمان: جو حضور ﷺ نے فرمایا ہے وہ ہمارے لیے حرفِ آخر ہے' لیکن ہم آپ ؐ کے فرمان کی حکمت پر غور کر سکتے ہیں۔ سود واحد چیز ہے جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ اس کا فیصلہ میں نے کرنا ہے اور اس کی سزا میں دوں گا۔ سود کے بارے میں اللہ نے کہا ہے کہ یہ میرے اور میرے نبی ﷺ کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ سعودی عرب کے بینک دنیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ سود لے رہے ہیں۔ اگر آپ نے قسطوں پر گاڑی لینی ہو تو وہ 21 فیصد تک سود لے رہے ہیں۔ اسلامک بینکنگ کا ناسور وہاں بھی اور یہاں بھی شروع کیا گیا ہے۔ آپ سود کو بینکنگ چارجز کا نام دے دیں اور کہہ دیں کہ یہ اسلامی بینک ہے تو اس سے وہ اسلامی نہیں ہوتا، کیونکہ دونوں کا کام ایک ہی ہے۔ یہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے علی الاعلان جنگ کر رہے ہیں۔

اس معاملے میں یہودی ہم سے بہتر ہیں۔ سٹیٹ بینک آف اسرائیل کا قانون ہے کہ یہودی افراد کو سود پر قرضہ نہیں دیا جائے گا کیونکہ ان کی موجودہ تورات میں یہ احکامات ہیں کہ غیر یہودی سے سود لینا ہے اور یہودی سے سود نہیں لینا۔ میں یہودیوں کی ایک اور مثال دیتا ہوں۔ اسرائیل کا جہاز ہفتہ کے دن پرواز نہیں کرتا اور وہ اس وجہ سے لاکھوں ڈالر کا نقصان برداشت کرتے ہیں' کیونکہ ان کے ایمان کے مطابق سبت کے دن آگ نہیں لگنی چاہیے جبکہ ignition آف پاور سے آگ لگتی ہے۔ تورات اور انجیل اگر اپنی اصل حالت میں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کو قرآن مجید بھیجنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ یہودیوں کے پاس جو کچھ ہے اس میں وہ تبدیلی نہیں کر رہے لیکن جو ہمارے پاس ہے ہم اس میں تبدیلی کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ سعودی عرب عالم اسلام کا امام ہے، وہ اگر قرآن مجید کے احکامات کو ٹھکرا رہا ہے اور اس کی وجہ مال کی محبت ہو تو پھر میں کس طرح کہہ دوں کہ نبی پاک ﷺ نے جو بات کہی اس میں کسی کو سوچنے کی کوئی گنجائش ہے۔ جو بات آپ ؐ نے کہی ہے' وہ ہمیں سامنے نظر آ رہی ہے۔

ایوب بیگ مرزا: مبشر صاحب نے اسرائیل کی مثال دی ہے' اس حوالے سے ایک بات اور بھی کہی جا سکتی ہے۔ اسرائیل کا کوئی لکھا ہوا آئین نہیں ہے بلکہ ان کا آئین تورات ہے۔ یہ تو ہمارے کرنے کا کام تھا کہ قرآن مجید ہمارا آئین ہونا چاہیے تھا۔

سوال: سورۃ التکاثر کی رُو سے' مال اور دولت کی محبت انسان کی سرشت میں رکھی گئی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہ آزمائش صرف مسلمانوں ہی کے لیے رکھی گئی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: مال اور اولاد سے محبت کے ضمن میں سورۃ الانفال کی آیت 28 سے بھی ہمیں یہی رہنمائی ملتی ہے۔ دراصل انسان کی سرشت میں زمین سے جڑنا نہیں ہے۔ مسلمان جڑتا ہے نظریے سے۔ بحیثیت مسلمان' میں آئیڈیالوجی سے' قرآن سے' حدیث سے نظری طور پر جڑ گیا۔ اب اگر میں عملی طور پر اس سے دور ہوتا ہوں تو زمین سے نہ جڑنے کی وجہ سے صرف میری ذات ہی میرے سامنے رہ جاتی ہے۔ جب میرا روحانی معاملہ کمزور پڑا تو نظریئے کو میں نے خود ہی دور کر دیا اور میرے جسمانی تقاضوں نے زور پکڑا۔ روح اور جسم کے تقاضے ایک دوسرے کے خلاف ہوتے ہیں۔ روحانی طور پر کمزور ہونے کے بعد اب میں صرف اپنی ذات کے حوالے سے سوچ رہا ہوں۔ جب میں اپنی ذات کے حوالے سے سوچوں گا تو پھر یہ دنیا میرے سامنے آتی ہے' یہ مال میرے سامنے آتا ہے۔ میں اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مجھے اس میں اپنا تحفظ نظر آتا ہے۔ میں سبب پہ بھروسا کرنا شروع کر دیتا ہوں اور مسبب الاسباب کو بھول جاتا ہوں۔

سوال: پاکستان میں ہوسِ زر ہمیں climax پر نظر آتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

مبشر لقمان: ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے پاکستان میں کسی نے مرنا ہی نہیں۔ میرا مقصد کسی کے ایمان کو چیلنج کرنا نہیں لیکن ہمیں قرآن کا مطالعہ اپنی آنکھوں' اپنے دل اور اپنے کانوں کے ساتھ کرنا چاہیے۔ جب آپ قرآن مجید اپنے دل کی آنکھوں سے پڑھو گے تو آپ کو لگے گا کہ قرآن مجید آپ سے مخاطب ہے۔ قرآن مجید کا معجزہ بھی ہے! میرے ایک دوست نے اپنے والد صاحب کی برسی پر تقریباً چار سو بچے قرآن مجید پڑھنے کے لیے بلوائے ہوئے تھے۔ میں نے دوست سے پوچھا: اس سے کیا ہوگا؟ کہنے لگا: والد کو ثواب ہوگا اور ان کے گناہ کم ہوں گے۔ میں نے کہا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ یعنی اگر میں ایک امیر آدمی ہوں تو میرے مرنے کے بعد میری اولاد روز مسجد کے بچوں کو بلا کے قرآن مجید پڑھوا دے جبکہ ایک غریب آدمی کے بچے ایسا نہیں کر سکتے' تو کیا اللہ تعالیٰ یہ تفریق فرمائیں گے؟ میرے نزدیک نہیں فرمائیں گے۔ البتہ اگر میری اولاد پڑھے تو وہ صدقہ جاریہ ہے۔

پاکستان کا ایک اور مسئلہ بھی ہے کہ اس خطے کے مسلمانوں نے اس پر کبھی حکمرانی نہیں کی۔ یہ کہنا کہ ہم نے ہزار سال حکومت کی ہے' جھوٹ ہے کیونکہ مغل بھی مہاجر تھے' وہ یہاں کے لوگ نہیں تھے۔ یہ غلامی ہماری سرشت میں آ گئی ہے' جس کی وجہ سے مال و دولت ہمارے لیے چلغوزوں کی مانند ہو گیا کہ نہ دل بھرتا ہے، نہ پیٹ بھرتا ہے، نہ نیت بھرتی ہے۔ ہماری ذہنیت میں یہ خوف بیٹھ گیا ہے کہ پتا نہیں کب یہ اچھا وقت ختم ہو جائے' جو کچھ بنانا ہے ابھی بنا لو۔ اگر ہم نے اپنی روش نہ بدلی تو یہ ملک نہیں چلے گا۔ کچھ حدود ہوتی ہیں' ہم وہ حدود کراس کرنے والے ہیں۔ جب تک آپ اپنے ملک میں سود اور ہوسِ زر کو ختم نہیں کریں گے' آپ کے حالات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ سود کو ختم کرنے کے حوالے سے میری ماہرین معاشیات سے بات ہوئی ہے۔ وہ بھی مانتے ہیں کہ اسے ختم ہونا چاہیے۔

مغرب بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے۔ آج امریکہ میں سود کی شرح 0.5 فیصد جبکہ سعودی عرب میں 22 فیصد اور ہمارے ہاں 17 فیصد ہے۔ جو مسلمان ممالک سود میں پڑے ہوئے ہیں ان میں بے برکتی اتنی ہو گئی ہے کہ ان کو ادھار ہی مانگنا پڑ رہا ہے۔

سوال: سینیٹ کے حالیہ انتخابات میں ہوسِ زر کی جو اعلیٰ مثالیں قائم ہوئی ہیں' پاکستان جیسا ملک ایسے امیر لوگوں کی عیاشی کا کیسے متحمل ہو سکتا ہے؟ ان کے خلاف قوم کیوں نہیں کھڑی ہوتی؟

ایوب بیگ مرزا: میں واقعتاً یہی سوچ رہا ہوں کہ ایک غریب ملک دو امیر ایوانوں کی عیاشیوں کا متحمل کیوں ہو؟ یہ محض ایلیٹ طبقے اور وڈیروں کو نوازنے کا ایک طریقہ ہے۔ اس کا جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ چونکہ قومی اسمبلی کی تشکیل آبادی کی بنیاد پر ہوتی ہے' اس لیے سینیٹ میں تمام صوبوں کی یکساں نمائندگی رکھی گئی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ سینیٹ کی قوت کیا ہے؟ ہارس ٹریڈنگ انتہائی شرمناک عمل ہے۔ ہم نے مغرب کی نقل کر کے جمہوریت کو اپنایا لیکن ہمارے ہاں جمہوریت کا یہ حال ہے۔

سوال: نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہارے اعمال ہی تمہارے حکمران بن جائیں گے۔ یہ جو خرید و فروخت کا معاملہ ہو رہا ہے' اس پر قوم کا ضمیر جاگنا نہیں چاہیے تھا؟

مبشر لقمان: جو سویا ہوتا ہے اس کو آپ جگا سکتے ہیں' لیکن جو جاگ کے مکر کر رہا ہو اس کو آپ کیسے جگائیں گے؟ جب تک ہم خود اپنے آپ کو نہیں بدلنا چاہتے' ہمارا مقدر کیسے بدلے گا؟ میں آپ کو ایک چھوٹی سی بات بتاتا ہوں۔ پوری دنیا میں ایک کاغذ کا نام ہے بائبل پیپر' کیونکہ بائبل اس پر چھپتا ہے۔ آپ کے دونوں ایوانوں نے طے کیا ہے کہ کم از کم 64 گرام یا 62 گرام کاغذ کے اُوپر قرآن مجید چھپنا چاہیے لیکن کئی سال سے یہاں قرآن مجید نیوز پرنٹ پر بھی چھپ رہا ہے۔ یہ کاغذ ایک سال میں تباہ ہو جاتا ہے۔ یوں اوراقِ قرآنی کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ ہم دوسروں کو قرآن کی بے حرمتی کا الزام دیتے ہیں لیکن خود جو قرآن کی بے حرمتی کر رہے ہیں وہ ہمیں نظر ہی نہیں آتی۔ اس معاملے میں حکومت کوئی قانون سازی نہیں کر رہی۔

سوال: اس ہوسِ زر سے نجات کا طریقہ کار کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: لفظ ''فتنہ'' کا عربی زبان میں وہ مفہوم نہیں ہے جیسے اُردو میں اس کا منفی مطلب لیا جاتا ہے۔ یہ ایک طرح کی آزمائش ہے اور اس آزمائش میں کوئی پورا بھی اتر سکتا ہے' تاہم زیادہ امکانات یہی ہوتے ہیں کہ کوئی پورا نہیں اُتر سکے گا۔ حضور ﷺ کا ارشاد امکانات کے حوالے سے ہے کہ میری امت میں ایک فتنہ آئے گا' جو اس آزمائش میں پورا اُتر جائے گا وہ کامیاب و کامران ہے۔ انسان روح اور جسم دونوں کا مرکب ہے۔ یہ دونوں انسان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ جسم زمین کی طرف جبکہ روح اللہ کے کلام کی طرف کھینچتی ہے۔ جب تک ہم اپنی روحانی قوت کو توانا نہیں کریں گے' یعنی اللہ کی کتاب کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط نہیں کریں گے اُس وقت تک ہم ہوسِ زر کی لعنت سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے۔

سوال: ہمارے علماء یہ سب جانتے ہیں' وہ عربی بھی پڑھے ہوئے ہیں؟

مبشر لقمان: آپ کن علماء کی بات کر رہے ہیں! ان لوگوں سے تو یہ فیصلہ نہیں ہو سکا کہ اذان کا ایک وقت کون سا ہے' نماز کا ایک طریقہ کیا ہے' نماز پڑھنے کے لیے ہاتھ ناف کے اُوپر کہاں باندھنے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک طریقہ سے نماز پڑھی اور کہا کہ آج یہ دین مکمل ہو گیا' اب اس میں کوئی چیز زیادہ نہیں ہو گی اور کوئی چیز نکلے گی نہیں۔

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک اوقات نماز اور ہاتھ باندھنے والا معاملہ ہے' میں سمجھتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ نے دونوں اوقات میں نماز پڑھی ہے۔

مبشر لقمان: ہم پہلے والی روایت کیوں نکالیں جبکہ ہمارے پاس آخری روایت موجود ہے۔ اب تو ایک دوسرے کے مسلک کے خلاف بات کیے بغیر ہمارا ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا۔ آج میں ایک دیوبندی' بریلوی یا اہلِ حدیث کہلوانا پسند کرتا ہوں لیکن مسلمان نہیں کہلواتا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ علماء سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی نہیں سمجھتے۔ مدارس سے متعلقہ ایک ادارے نے حال ہی میں بیان دیا ہے کہ ہمارے 17000 مدارس ہیں اور ان میں تیس لاکھ کے قریب طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ اگر یہ بیان درست مان لیا جائے تو ایک سال میں ان اداروں کے صرف کھانے کا خرچہ 1.7 بلین ڈالر بنتا ہے۔ اس میں ان کی دیگر ضروریات شامل نہیں ہیں۔ یہ پیسہ کہاں سے آتا ہے؟ جب ان کے اُوپر آڈٹ یا چیک اینڈ بیلنس کا نظام بنانے کی کوشش کی جاتی ہے تو سب کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے دین کو کاروبار بنایا ہوا ہے۔ علماءِ حق کبھی فروعی مسائل میں نہیں پڑتے' وہ ہمیشہ قرآن و حدیث اور سنت و فقہ کی روشنی میں بات کرتے ہیں۔

سوال: قرآن پاک کا حل ہمارے سامنے آ گیا۔ آپ کی نظر میں اس کے ساتھ اور کیا کرنا چاہیے؟

مبشر لقمان: قرآن پاک میں علم و دانش' حکمت اور دانائی ہے۔ اس میں روحانی و جسمانی علاج بھی ہے۔ آپ اگر قرآن مجید کی لکھائی پر غور کریں گے تو اس سے بھی آپ کی علمیت میں اضافہ ہو گا۔ اگر آپ ایمان والے ہو تو قرآن آپ کے دل کو منور کرے گا۔ ہم میں اور عیسائیوں میں بڑا بنیادی فرق ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں' جو بہت بڑا شرک ہے لیکن ہم اپنے نبی ﷺ کے ساتھ اس طرح کا عقیدہ نہیں رکھتے۔ یعنی میں اس کی پیروی کروں گا جو مخلوق ہو' خالق کی پیروی میں کیسے کر سکتا ہوں۔ ایک بات ہمیں منطقی طور پر سمجھنی چاہیے۔ میڈیکل کالج میں جانے سے پہلے آپ کو انٹرمیڈیٹ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ کسی بھی مذہب کے حقیقی پیروکار نہیں بن سکتے جب تک آپ ایک اچھے انسان نہیں بنتے۔ کسی بھی مذہب پر عمل پیرا ہونے کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے حقوق العباد کی حیثیت انٹرمیڈیٹ کے امتحان کی سی ہے۔ اگر آپ یہ طے کر لیں کہ آج سے میں نے کسی کا حق نہیں مارنا تو آپ دین کی پہلی سیڑھی پر چڑھ جائیں گے۔ یہی جہادِ نفس ہے۔ آپ کا معاشرہ فردِ واحد سے ٹھیک ہو گا' اور وہ فردِ واحد میں ہوں!

آصف حمید: ایک حدیث مبارکہ پر ہم اپنی یہ نشست ختم کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے ہاں مفلس اسے کہا جاتا ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ کچھ سامان۔ آپؐ نے فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ (کے اجر کا بہت بڑا سرمایہ) لائے گا اس کے باوجود اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی تھی، کسی پر زنا کی تہمت لگائی تھی، کسی کا مال کھایا تھا، کسی کو قتل کیا تھا، کسی کی پٹائی کی تھی۔ اس کی نیکیوں کا ثواب مظلوموں کو دیا جائے گا۔ اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں اور مظلوموں کے حقوق باقی رہے تو پھر اُن کے گناہوں کو اس کے اعمال نامہ میں لکھ لیا جائے گا اور پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

مبشر لقمان: کسی غزوہ میں ایک صحابی شہید ہو گئے۔ ان کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ جنت میں نہیں جا سکتا کیونکہ اس نے دو یتیموں کا حق کھایا ہے۔ لہٰذا جس نے کسی کا حق مارا ہو' وہ شہید بھی نہیں ہے۔

[اس پروگرام کی ویڈیو www.tanzeem.org پر ''خلافت فورم'' کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔]

☆☆☆☆☆

نوجوان اولاد کی تربیت

ام حمزہ

ہمارے دین دار طبقے میں بلوغت کے قریب بچوں کی تربیت میں دو انتہائیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ عموماً ایسے بچوں کی بچپن میں دینی بنیادوں پر تربیت نہ ہو سکی تو اب والدین کے لئے یہ ایک بڑا مسئلہ بن جاتا ہے۔ اس کے لئے ٹھنڈے پیٹوں چند بار کہہ کر آرام سے بیٹھ جانا کافی ہے نہ ہی چلا چلا کر گھر سر پر اٹھا لینا مناسب ہے۔ دین اسلام ہمیں درمیان کا راستہ بتاتا ہے جو مستقل مزاجی، استقامت، استعانت اور خوش اخلاقی جیسے صبر آزما اصولوں پر مبنی ہے۔ اللہ سے سیکھ سیکھ کر اور مانگ مانگ کر چلیے کہ ہمیں تربیت کرنے کے ایسے آداب سکھا دے جو تجھے بھی پسند آجائیں اور ان بچوں کے دلوں میں بھی اتر جائیں۔

بچوں پر اِس عمر میں ایک طرف بیرونی ماحول اثر انداز ہو رہا ہوتا ہے اور دوسری طرف اب وہ بہت حد تک خود پر انحصار کرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اب ان کے خیال میں ماں باپ کے فیصلوں میں ان کی آراء کا شامل ہونا ضروری محسوس ہوتا ہے لہٰذا والدین کو مصلحت اور استقامت کے ساتھ ان کی باتوں کو غور سے سننا چاہیے اِس عمر میں بچوں پر اپنی رائے مسلط کرنے سے پہلے انہیں اعتماد میں لینا بہت ضروری ہے۔ بات کا آغاز ان کے مشورے کی تصدیق سے کرنا چاہیے لیکن اسی بات کو تھوڑا آگے بڑھاتے ہوئے اپنی رائے پر بھی ان سے مشورہ لیں۔ غیر محسوس انداز میں حق بات کی طرف ان کے ذہن کو مائل کرنا اور پھر اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے ان کو قائل کرنا ہی والدین کی سمجھداری کا ثبوت ہے۔

☆ آج کے حالات میں بچوں کی اندرونی و بیرونی خانہ بے شمار پُر فریب دلچسپیاں ہیں جن کے سامنے بچے تو کیا بڑے بھی خود کو بے بس سمجھتے ہیں الا یہ کہ ہمارے سامنے جوابدہی کا خوف اور آخرت کی کامیابی کی تڑپ موجود ہو۔ لہٰذا دین پر عمل پیرا والدین کو ایک لمحے کے لئے خود کو بچوں کے مقام پر رکھ کر سوچنا چاہیے اور پھر اپنی پریشانی میں ان کو بھی شامل کرنا چاہیے کہ ہم ان غلط طریقوں سے خود کو کیسے بچائیں۔ اس کا ایک مؤثر طریقہ یہ بھی ہے کہ بڑے بچوں سے چھوٹے بچوں کی تربیت کا کام لیا جائے۔

☆ بچوں میں اللہ کی پکڑ اور سزا کے خوف کے بجائے دین اسلام، اسلامی شعائر اور سنتِ محمدی ﷺ کی محبت پیدا کریں۔ شکرانِ نعمت اور آخرت میں بہترین اور دائمی کامیابی کے حصول کی طرف ہر وقت خوشنما انداز میں رغبت دلاتے رہیں۔

☆ پریشانی، خوشی، غمی، دکھ، غصہ ہر حال میں بچوں کے ساتھ ہمیشہ سچ بولیں۔ وعدے کی پاسداری کریں اور تمام اسلامی قوانین کی پابندی جو ہم باہر بڑوں سے کرتے ہیں وہ گھر کے اندر ان بچوں سے کرنا بھی لازمی ہے، کیونکہ یہی خاموش، مستقل اور پائیدار دعوت ہے جو بچے غیر محسوس طریقے سے دیکھ رہے ہوتے ہیں اور ان کے دل و دماغ پر ان کے اثرات مرتب ہو رہے ہوتے ہیں۔

☆ بچوں کو اتنی آزادی اور خود اعتمادی دیں کہ وہ والدین کی غلطیوں پر نہایت ادب سے نشاندہی کر سکیں، یعنی اگر ہمارے بچے اپنے معصومانہ انداز میں ہمارا محاسبہ کرنے والے بن جائیں تو ان شاء اللہ وقت کے ساتھ ساتھ وہ اپنا احتساب بھی کرتے رہیں گے۔

☆ دوسروں کے سامنے اپنے بچوں کو بالکل ڈسکس نہ کریں۔ خامیاں بیان کرنے پر بچوں کا ڈھیٹ ہو جانا اور خوبیاں بیان کرنے پر بچوں کا اترانے لگنا یہ سب مشاہدے کا حصہ ہے۔

☆ بچوں کی کردار سازی میں یہ اصول بہت مثبت اثرات کا حامل ہے کہ ہم اپنے بچوں کو جیسا بنانا چاہتے ہیں ویسے الفاظ، القابات اور ویسے کرداروں سے ان کو نوازتے رہیں۔ غیر مسلموں کے جدید سائنسی تجربات بھی اس اسلامی ہدایت کی تصدیق کر رہے ہیں کہ بُرے الفاظ پورے ماحول پر بُرے اثرات چھوڑتے ہیں اور اچھے الفاظ اچھے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

☆ بچوں کی اِس عمر میں تربیت کے سلسلے میں مائیں عموماً بے بس نظر آتی ہیں لیکن اگر باپ اپنے حصے سے نسبتاً زیادہ توجہ بیٹے اور بیٹی دونوں کو دے تو وہ موثر نتائج کی حامل نظر آتی ہے۔ ان کی بچگانہ باتیں سننا، ان کے جھگڑے احسن طریقے سے ختم کروانا، چھوٹے چھوٹے مسائل حل کرنا۔ ان تمام وقت طلب اور لانجل کاموں کے لئے مغز ماری کرنا بظاہر والدین کی ذمہ داری ہے اور یہ کام تبھی ممکن ہے جب ہم میں اور بچوں میں ایک پُروقار دوستانہ ماحول ہوگا جس میں اسلامی اصولوں پر تربیت کا پہلو ترجیحی بنیادوں پر ہوگا۔

☆ گھر سے باہر بھی بچوں کی صحبت پر کڑی نظر رہنی چاہیے۔ ان کے دوستوں سے دوستی بھی والدین کی ذمہ داری ہے۔ یعنی یہ وقت صرف اپنی دوستیاں نبھانے کا نہیں بلکہ اپنی مصروفیات کم سے کم کر کے بچوں کی تمام تر مصروفیات اور دلچسپیوں سے واقف رہنے کا ہے۔ ان کی زندگی کے اس مرحلے میں تمام اتار چڑھاؤ میں ان کا ساتھ دینا ہماری ذمہ داری ہے۔ ہماری طبیعتوں کا ٹھہراؤ، ہمارے تجربات کا حاصل اور لحہ بہ لحہ کانوں میں ڈالی جانے والی اسلامی تعلیمات ہمارے بچوں زندگی کے اِس جوشیلے اور خطرناک دوراہے پر دنیاوی اور اخروی کامیابی کا راستہ اختیار کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 33 سال، تعلیم ایم اے اکنامکس، ایم اے اسلامیات (جاری) ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس، عربی زبان کورس کے لئے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0322-4190631
0336-4760122

☆ بیٹی، تعلیم ایم ایس سی، عمر 22 سال، کے لیے دینی مزاج رکھنے والے تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0331-3516040

☆ ملتان کے ملتزم رفیق کو اپنے بیٹے سرکاری ملازمت (آفیسر) عمر 25 سال، قد 6 فٹ کے لئے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0321-6822862

اسلامی تعلیم کو رائج کرنا

حبیب اللہ، میانوالی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ایک اسلامی معاشرے میں تعلیم ایک اہم عمل ہے اور اسلام کی اشاعت کے سلسلے میں اس کی مکمل حمایت کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور یہ کبھی بھی امید نہیں کی جاسکتی کہ ہماری آنے والی نسل بغیر تعلیم و تربیت کے اسلامی عقیدے اور اقدار کو سمجھ پائے گی۔ اس مقصد کے لئے کہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو سچا مسلمان بنا سکیں۔ ہمیں اپنی اسلامی تعلیم پر توجہ دینے کی ضرورت ہے تب ہی ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور اس کے لئے بہت سے ضروری اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

سب سے پہلے ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ صرف مسجد ہی ہمارے چھوٹے بچوں کے لئے مناسب جگہ ہے جہاں وہ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ ہر مسجد کو ایک سکول کی طرح ہونا چاہیے۔ دوسری بات یہ کہ عربی کی پڑھائی تمام تعلیمی سطح پر لازمی ہونی چاہیے اور اس کو پہلی ترجیح دی جانی چاہیے۔ ہر مسلمان بچے کو قرآن پاک نہ صرف سیکھنا اور پڑھنا چاہیے بلکہ اس کو عربی میں صحیح معنوں کے ساتھ سمجھنا چاہیے۔ تمام مضامین کو قرآن پاک کی ہدایات کے مطابق پڑھانا چاہیے اور سارا نصاب اس کے گرد گھومنا چاہیے اور ایسے مضامین جو قرآن کے حوالے سے پڑھائے جا رہے ہیں اس میں مذہبی اور سیکولر پڑھائی میں امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔

ہمارے پورے نصاب کو قرآن پاک کے اصولوں کے مطابق مربوط ہونا چاہیے۔ مغربی زبانیں، فلسفہ گریجویٹ سطح پر ہونا چاہیے۔ چاہے جیسے بھی حالات ہوں ہمیں اپنے بچوں کو سیکولرازم کی طرف راغب نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ بچوں کے ذہن ناپختہ ہوتے ہیں اور اس چیز کا ان پر گہرا اثر ہوتا ہے اور اس طرح یہ خدشہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اسلام سے دور نہ ہو جائیں۔ اسلام صرف عقائد کا ہی مذہب نہیں ہے بلکہ یہ زندگی کا ایک مکمل ضابطہ ہے۔ جس میں سائنس اور ٹیکنالوجی اور اس طرح معاشرتی اور انسانی سائنسز، معاشی اور ثقافتی سرگرمیاں پائی جاتی ہیں۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں اس سے راہنمائی حاصل ہوتی ہے اور یہ راہنمائی ہمیں قرآن پاک اور سنت سے ملتی ہے اور یہاں تک اگر ہفتہ میں صرف دو گھنٹے ہی اس کی تلاوت کر لی جائے تو اس سے ایک سکون اور اطمینان ملتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہماری بہت سی ضروریات پوری ہو گئی ہوں۔ قرآن پاک کی تلاوت سے ہم اطمینان اور سکون حاصل کرتے ہیں۔ جب ہم اپنے بچوں کو ماضی کے بارے میں سمجھ بوجھ فراہم کریں تو اس سلسلے میں تاریخ اسلام سے بہت زیادہ مدد لی جاسکتی ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں زیادہ تر یونانی فلسفے سے مثالیں دی جاتی ہیں۔ جب کہ اگر یورپ کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اسلامی علوم اور تہذیب سے بہت کچھ حاصل کیا۔ یہاں تک کہ انسانیت کی اعلیٰ اقدار کو مسلمانوں کی ثقافت سے لیا گیا۔ یورپ نے دیگر علوم میں مختلف اسلامی مفکرین و سائنسدانوں کے کام سے استفادہ کیا۔ جن میں الھندی، الفارابی، ابن سینا، ابن الہیثم، جابر بن حیان وغیرہ سے بہت کچھ حاصل کیا۔ اگر ہم اسلامی تاریخ کو پڑھیں تو ہمیں اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز، صلاح الدین ایوبی اور اورنگ زیب عالمگیر نے بہت سے کارنامے سرانجام دیئے اور وہ عظیم انسان تھے۔ ہم صرف یہ ہی نہیں کہہ سکتے کہ مغربی تہذیب نے اسلام سے بہت کچھ حاصل کیا ہے بلکہ اگر یونانی فلسفے کو دیکھا جائے تو ہمیں اسلام میں یہ سب کچھ نظر آتا ہے۔ پس یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام میں ہر وہ چیز شامل ہے جو کسی اور فلسفے میں پائی جاتی ہے اور اس کا موازنہ کسی بھی ماضی اور حال کی تہذیب کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ تاہم یہ بات بے کار اور فضول ہے کہ اس کو دوسری تہذیبوں کے ساتھ ملایا جائے۔ کیونکہ اسلام کی ایک علیحدہ شناخت اور تشخص ہے اور یہ ساری کائنات کا مذہب ہے اور جب اسلام آیا تھا تو تمام مذاہب اور تہذیبیں باطل ہو گئی تھیں۔ اس لئے کائنات میں اسلام کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی اور مذاہب کو ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ایک خدائی مذہب ہے، اس کو کسی شخص نے نہیں بنایا۔ اب یہ ہمارے حکمرانوں کا فرض ہے کہ وہ اسلامی نظام تعلیم کے لئے زیادہ سے زیادہ اقدامات کریں اور اس سلسلے میں فراخدلی سے خرچ کیا جائے۔ ہمارے سکولوں پر حکومت کا براہ راست کنٹرول نہیں ہونا چاہیے اور تعلیم کو انفرادی اعتبار سے پھیلانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پاکستان کی بقاء اور خوشحالی کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے ادارے اسلامی تعلیم کو عام کریں۔ معاشرتی مطابقت کے لئے اس بات کی بہت اہم ضرورت ہے کہ تعلیم کے تمام شعبوں میں ہمیں اسلامی تعلیم کو رائج کرنا چاہیے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

- ☆ ناظم حلقہ آزاد کشمیر طاہر سلیم مغل کے والد محترم وفات پاگئے
- ☆ حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن، پھالیہ کے ملتزم رفیق مقصود احمد بٹ کے سسر وفات پاگئے
- ☆ حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے ملتزم رفیق حاجی محمد ظفر وفات پاگئے
- ☆ تنظیم اسلامی بہاولپور کے رفیق سیف الرحمٰن کا نومولود بیٹا وفات پاگیا
- ☆ تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے بزرگ رفیق اور امیر حلقہ کے سابقہ معاون مولانا حضرت گل اُستاد وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین)۔ قارئین سے بھی مرحومین کے لئے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَادْخِلْهُمْ فِي رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيرًا

اصحاب کہف کی قبور کی زیارت کا سفر

ڈاکٹر انعام کھوکھر، کولمبس اوہائیو، امریکہ

محترم ڈاکٹر انعام کھوکھر ایک پاکستانی ہیں جو 18 سال سے امریکی ریاست کولمبس کے شہر اوہائیو میں مقیم ہیں۔ وہ امریکی شہریت کے حامل ہیں، لیکن وطن کی محبت انہیں ہر سال پاکستان کھینچ لاتی ہے۔ اس مرتبہ امان، اردن، یروشلم اور بیرون فلسطین میں مقدس مقامات کی زیارت کرتے ہوئے پاکستان تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے مشاہدات کو ضبطِ تحریر میں لا کر ندائے خلافت کے لئے ارسال کیا ہے۔ یہ روداد سفر چند اقساط میں مکمل ہوگی، اس کی پہلی قسط ہدیۂ قارئین کی جا رہی ہے۔ (ادارہ)

امان، اردن کی زیارتیں

میں، میرے بڑے بھائی مرحوم کا بیٹا اور ان کی اہلیہ ہم تینوں نیویارک سے Amirats Airline سے پرواز کرتے ہوئے پہلے دوبئی اور پھر چند گھنٹے کے بعد دوبئی سے پرواز کرتے ہوئے امان کی Alia International Airport پر اترے۔ چونکہ ہمارا پاسپورٹ امریکن تھا اس لئے ایئرپورٹ پر Entry Visa لینے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ ویزا کی فیس 40 اردنی دینار تھی جو ہم نے ایئرپورٹ پر بینک میں جمع کر کے ادا کر دی۔ ایئرپورٹ سے باہر نکل کر ٹیکسی لی جو ہمیں آدھے گھنٹے میں ہمارے reserve کردہ ہوٹل میں لے گئی۔ یہ ہوٹل شہر کے وسط میں تھا اور اس کا کرایہ تین اشخاص کے لئے 35 دینار تھا۔ آج کل اردنی دینار کا ریٹ یہ ہے کہ 100 امریکن ڈالر کے 70 اردنی دینار (JD) ملتے ہیں۔ بہرحال پورے اردن میں ہوٹلوں کے کرائے اور کھانے پینے کی اشیاء نسبتاً کافی سستی ہیں۔

اردن میں آبادی کی پوزیشن یہ ہے کہ دو ملین (20 لاکھ) کے قریب اردنی لوگ ہیں اور تقریباً 3 ملین فلسطینی آباد ہیں اور یہ فلسطینی بظاہر وہاں پر اچھے کاروبار کر رہے ہیں اور خوش نظر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ آج کل امان شہر کے بیرونی حصے میں تقریباً 10 لاکھ شام کے لوگ ہجرت کر کے وقتی طور پر خیموں میں پناہ گزیں ہیں جو کہ امید لگائے بیٹھے ہیں کہ ان کے ملک شام کے اندرونی حالات بہتر ہونے پر وہ واپس اپنے ملک جائیں گے۔ اللہ سے دعا گو ہیں کہ ان کی امیدیں جلد پوری ہوں۔

رات کو ہوٹل میں آرام کرنے کے بعد اگلے روز علی الصبح ہم نے ہوٹل کے ریسٹورنٹ ہی میں ناشتہ کیا۔ یاد رکھیں کہ امان میں اکثر ہوٹل ناشتہ فری (Free) مہیا کرتے ہیں۔ یہ ناشتہ بہت سادہ قسم کا ہوتا ہے، جس میں ابلے انڈے، چند دانے اچاری قسم زیتون کے۔ پنیر، مکھن، جام اور خبز نما روٹی (Pita Bread) اور چائے تھی۔

ناشتہ کرنے کے بعد ہم نے Taxi لی اور اصحاب کہف کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ مقام وسط شہر سے کوئی 15 کلومیٹر دور ہوگا۔ ٹیکسی کے آنے جانے کا کرایہ 30 دینار طے ہوا۔ تقریباً 20 منٹ کے بعد ہم اہلِ الکہف کی قبور پر پہنچ گئے۔ یاد رہے کہ امان میں اصحاب کہف کی بجائے ''اہل الکہف'' نام سے یہ مقام پہچانا جاتا ہے۔ اور اسی نام سے وہاں پر تختی لگی ہوئی ہے جیسا کہ تصویر نمبر 1 سے ظاہر ہے۔ اور تختی سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قبور تعداد میں سات ہیں اگرچہ سورۃ الکہف میں اس تعداد کو حتمی طور پر نہیں بتایا گیا، لیکن مفسرین نے تفسیر کرتے ہوئے 7 ہی کے ہندسے کو ترجیح دی ہے۔ کہتے ہیں اس زمانے میں قبور کے احاطہ میں ایک چرچ بنا دیا گیا تھا جو بعد میں ایک پتھروں سے کھلے چھت کا نماز پڑھنے کے لئے ایک مصلّٰی بنا دیا گیا جس میں ایک محراب بھی بنا ہوا ہے۔ یہ مصلّٰی (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ آج بھی قبور کے احاطہ میں موجود ہے (دیکھئے تصویر نمبر 2، 3) لیکن اب احاطہ کے قریب ہی ایک اونچے ٹیلے پر بہت بڑی مسجد بنا دی گئی ہے (تصویر نمبر 4)۔ غار کے داخلے کی جگہ پر دروازہ بنا دیا گیا ہے (تصویر نمبر 5) اور اس کو تالا لگایا ہوتا ہے۔ جب زائرین کی کچھ تعداد جمع ہو جاتی ہے تو انتظامیہ کا ایک آدمی دروازہ کھول کر زائرین کو اندر کی 7 قبور کی نشاندہی کراتا ہے (تصویر نمبر 6 اور 7)۔ قبور کے علاوہ اہل الکہف کی کچھ ہڈیاں محفوظ کر کے دیوار اور Transparent Glass کے درمیان سیل کر دیا گیا تاکہ لوگ ان ہڈیوں کو دیکھ سکیں (تصویر نمبر 8) اور قرآن کی صداقت کو پہچان کر عبرت حاصل کریں۔ اسی طرح اس زمانے کے مٹی کے برتن وغیرہ کو نوادرات سمجھ کر غار کے اندر ہی دیوار اور Transparent Glass کے درمیان محفوظ کر دیا گیا ہے (تصویر نمبر 9)۔ غار کے اوپر (یعنی اس کی چھت پر ایک روشن دان نما سوراخ ہے جس سے غار کے اندر ہوا تو جا سکتی ہے لیکن سورج کی شعاعیں نہیں جاتیں۔ اب اس سوراخ پر ایک لوہے کی جالی لگا دی گئی ہے (تصویر 10)۔ انتظامیہ نے غار کی دو عدد DVD بنائی ہوئی ہیں جو کہ تقریباً 13 دینار میں خریدی جا سکتی ہیں۔

امان کا تاریخی قلعہ (Citadel)

اسی روز ہم نے بعد از دوپہر امان کا قلعہ (Citadel) دیکھا۔ یہ قلعہ شہر کے سب سے اونچے پہاڑ پر بنایا گیا ہے اور یہ امان شہر کے بالکل وسط میں واقع ہے۔ اس کی چوٹی سے پورے شہر کی عمارتوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ قلعہ سطح سمندر سے 850 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ اس قلعہ کو (Bronze Age) دھات کے زمانہ میں آباد کیا گیا اور اس کی فصیل کی لمبائی 1700 میٹر ہے۔ اس کو بعد میں کئی دفعہ از سر نو تعمیر کیا گیا اور اس کے احاطہ میں ایک میوزیم بھی بنا دیا گیا ہے جس میں Roman, By zantine and umayyad حکمرانوں کے زمانوں کے مختلف نوادرات کو بھی محفوظ کر دیا گیا ہے (دیکھئے تصاویر نمبر 11 تا 19)۔ یہاں پر Temple of Hercules and umayyad palaces واقعی قابل دید ہیں۔ تصویر میں جو دو بڑے ستون دکھائی دے رہے ہیں وہ Roman Temple of Hercules کی باقیات میں سے ہیں۔

میوزیم (museum) کے عقب میں امیہ حکمرانوں کا محل (Palace) ہے۔ کسی زمانے میں اس میں امان کے گورنر کی رہائش ہوتی تھی لیکن (باقی صفحہ 17 پر)

1

2

3

4

5

6

7

8

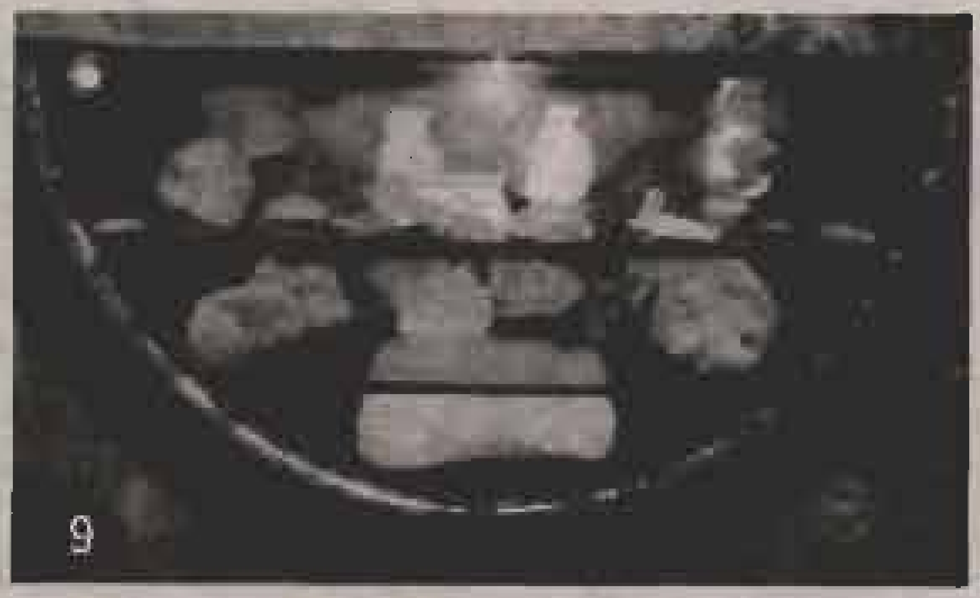
9

10

11

12

13

14

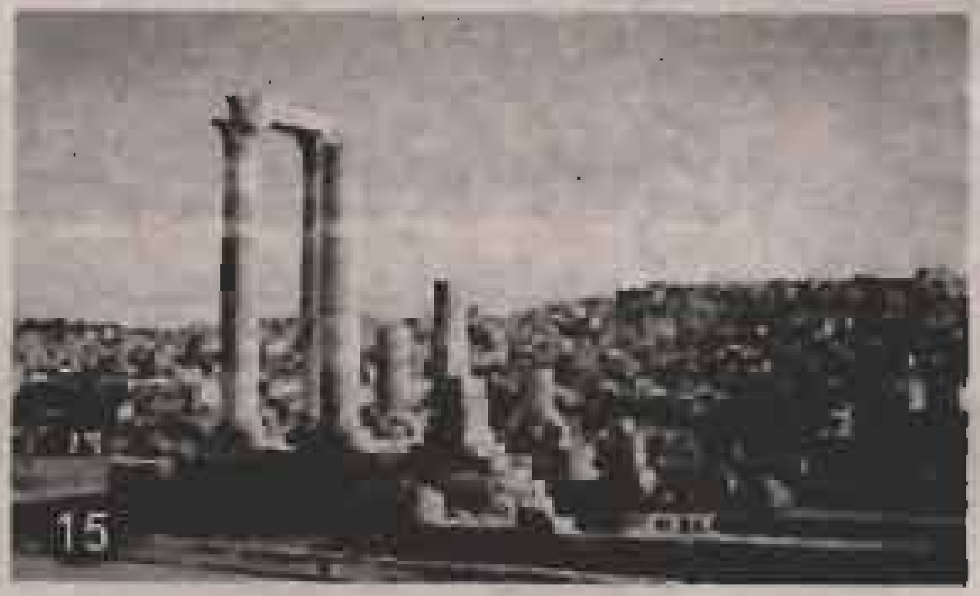
15

16

17

18

19

20

21

غمِ زیست کا حاصل ہے اس غم سے مفر کیوں ہو؟

انتخاب: ابوعبداللہ

مشہور تابعی حضرت عروہ بن زبیر مصائب وتکالیف پر بہت صبر کرنے والے تھے، صبر و استقامت کے پیکر تھے، ایک مرتبہ ولید بن یزید سے ملنے دمشق روانہ ہوئے تو راستے میں چوٹ لگ کر پاؤں زخمی ہوگیا۔ درد کی شدت سے چلنا دوبھر ہوگیا۔ سخت تکلیف کے باوجود ہمت نہیں ہاری اور دمشق پہنچ گئے۔ ولید نے فوراً طبیبوں کو بلوا بھیجا۔ انہوں نے زخم کا بغور جائزہ لینے کے بعد پاؤں کاٹنے کی رائے پر اتفاق کیا۔ حضرت عروہ کو جب اس کی اطلاع کی گئی تو انہوں نے منظور کرلیا مگر پاؤں کاٹنے سے پہلے بے ہوشی کے لئے نشہ آور دوا کے استعمال سے یہ کہہ کر صاف انکار دیا کہ میں کوئی لمحہ اللہ کی یاد سے غفلت میں نہیں گزار سکتا۔ چنانچہ اسی حالت میں آرا گرم کرکے ان کا پاؤں کاٹ دیا گیا اور انہوں نے کسی قسم کی تکلیف کا اظہار نہ کیا۔ پھر اپنا کٹا ہوا پاؤں سامنے رکھ کر فرمایا: ''کیا غم ہے اگر مجھے ایک عضو کے بارے میں آزمائش میں ڈال کر باقی اعضاء کے سلسلے میں امتحان سے بچالیا گیا ہے۔'' ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ انہیں خبر ملی ''ان کا ایک بیٹا چھت سے گر کر انتقال کر گیا ہے۔'' انہوں نے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھی اور فرمایا ''اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ایک جان لی اور کئی جانوں کو سلامت رکھا'' (کیونکہ باقی بیٹے سلامت تھے)۔

اس واقعہ کے بعد ولید کے پاس قبیلہ عبس کے کچھ لوگ آئے جن میں ایک بوڑھا اور آنکھوں سے اندھا شخص بھی تھا۔ ولید نے اس سے اس کا حال پوچھا اور اس کی بینائی کے ختم ہونے کا سبب دریافت کیا تو وہ بتانے لگا:

''میں اپنے اہل وعیال اور تمام مال و اسباب لئے ایک قافلے کے ساتھ سفر میں نکلا، اہل قافلہ میں سے شاید ہی کسی کے پاس اتنا مال ہو جتنا میرے پاس تھا، ہم نے ایک پہاڑ کے دامن میں رات گزارنے کے لئے پڑاؤ ڈالا، آدھی رات کے وقت جب سب میٹھی نیند سو رہے تھے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اچانک سیلاب آ گیا جو انسان، حیوان، مال و اسباب سب کچھ بہالے گیا۔ میرے اہل وعیال اور مال و اسباب میں سے سوائے ایک اونٹ اور میرے ایک چھوٹے بچے کے علاوہ کچھ نہ بچا۔ میں ابھی اس ناگہانی آفت سے سنبھلنے بھی نہ پایا کہ میرا اونٹ بھاگ گیا۔ میں اس کے پیچھے گیا تو یکدم بچے کے چیخنے چلانے نے قدموں کو روک لیا، الٹے پاؤں واپس بچے کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بھیڑیئے نے میرے معصوم لختِ جگر کو اپنے خونی جبڑوں میں دبوچا ہوا ہے اور وہ معصوم اس کے بے رحم جبڑوں میں زندگی کی بازی ہار چکا ہے۔ یہ دلخراش منظر دیکھنے کے بعد میں پھر اس اونٹ کے پیچھے ہولیا۔ جب اس کے قریب پہنچا تو اس نے مجھے دولتی دے ماری جس کی وجہ سے میری بینائی چلی گئی۔ اس طرح میں مال وعیال کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔''

اس کی یہ داستانِ غم سن کر ولید کی آنکھیں پرنم ہوگئیں اور اس نے کہا، ''جاؤ، عروہ ابن زبیر سے کہہ دو تمہیں صبر و شکر مبارک! اس لئے کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں، جو تم سے زیادہ غموں اور مصیبتوں کے مارے ہیں''۔

میں دے کے غمِ جاناں کیوں عشرتِ دنیا لوں
غمِ زیست کا حاصل ہے، اس غم سے مفر کیوں ہو

(المستطرف ص:339)

بقیہ: روداد سفر

تقریباً 749ء میں ایک بڑے زلزلہ نے اسے تباہ کر دیا۔ اس کی باقیات میں سے ایک تباہ شدہ Audience Hall ہے جس پر Spanish Archiologist نے ایک گنبد (Dome) بھی بنا دیا ہے۔

Dead Sea (بحرِ مردار)

اگلے دن ہم بحرِ مردار دیکھنے گئے۔ یہ امان شہر سے تقریباً 100 کلومیٹر دور ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ جھیل کئی سال پرانی ہے یہ سطحِ سمندر سے کوئی 429 میٹر نیچے ہے اور زمین کا سب سے زیادہ حصہ مانا جاتا ہے۔ اس جھیل میں نمک کی مقدار بہت زیادہ (شاید 7%) ہے۔ نمک زیادہ ہونے کی وجہ سے اس میں آکسیجن کی مقدار اتنی کم ہے کہ اس میں کوئی سمندری جانور جیسے مچھلی وغیرہ زندہ نہیں رہ سکتی اور نہ ہی کوئی جاندار چیز اس میں زندہ ہے۔ اسی لئے اسے بحرِ مردار کہتے ہیں۔ قرآن اور حدیث کے مطابق قوم لوط اسی جھیل کی جگہ یا اس کے قریب آباد تھی جسے ہم جنسی میں مبتلا ہونے کی پاداش میں تباہ کر دیا گیا تھا۔

آج کل اس جھیل کے کنارے فائیو سٹار ہوٹل بن گئے ہیں جہاں یورپ، امریکہ اور دوسرے ممالک سے لوگ چھٹی منانے آتے ہیں اور اس میں تیرنے کا تجربہ کرتے ہیں اور محظوظ ہوتے ہیں۔ نمک کی زیادہ مقدار کی وجہ سے اس کے پانی کی کثافت (Density) بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ جس سے آدمی اس کے اندر ڈوبتا نہیں اور اس کی سطح سے زیادہ نیچے نہیں جا سکتا۔ لیکن اس کے اندر لوگ اپنی پشت پر تیرا کی کرتے ہیں تاکہ اس کا کڑوا پانی منہ کے اندر نہ جا سکے۔

بہت سے (Tourists) سیاح لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں تیرنے سے کئی جلدی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ (واللہ اعلم) (تصاویر نمبر 20 سے 23 ملاحظہ فرمائیں)۔

☆☆☆☆☆

دعائے صحت کی اپیل

☆ داروغہ والا تنظیم کے رفیق حافظ اللہ دتہ کی والدہ بیمار ہیں اور سروسز ہسپتال میں زیر علاج ہیں اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

The IS challenge (Amended and Abridged)

From the article by Mian Sanaullah

The Islamic State, known previously as al-Dawlah al-Islamiyah in al Iraq wal Shâm (DAISH), declared a transnational geographical state as its caliphate on June 29. In Pakistan many analysts claim that the local militant and extremist groups may easily embrace the IS philosophy given the country’s alleged ‘fertile ground’ for such forces.

These analysts refer to the various TTP and Al-Qaeda splinter groups, which aspire to have a Shariah-based state, as ‘IS’ likely recruits. They cite the recent announcement of the allegiance to IS by TTP spokesperson Shahidullah Shahid and five other commanders as an affirmative sign of this conjecture.

For them, the appearance of a pamphlet titled ‘Fatah’ some weeks ago in Peshawar testifies that IS is active in Pakistan. They observe that the message of IS may attract at least relatively a more conservative population in Fata, Khyber Pakhtunkhwa, Balochistan and southern Punjab.

However, these experts tend to ignore the fact that the media savvy IS has been effectively reaching out to a targeted population worldwide, including Pakistan, through the internet. Fortunately, IS’ efforts have not yet yielded big results. Mullah Omar chose not to abdicate in favour of Al Baghdadi. His group of Taliban in Afghanistan (the original Taliban) still wants him to be Afghanistan’s leader. Though pleased with the IS victories, the TTP stalwarts have not announced support for the so-called IS caliphate.

In comparison to what has happened in Europe and Asia Pacific, support in Pakistan is muted despite the fact that IS has announced establishment of its chapter for Afghanistan and India. No open rallies have been held in its favour in Pakistan. Also, there are no credible reports that Pakistani youngsters have flown to IS territories to join its fighters.

Can IS possibly target the religious youth in Pakistan? Many analysts believe that for recruitment, our ‘backward rural areas’ and’ religious radicals’ may offer some possibilities, whereas for political support, the IS may try to enlist our ‘conservative educated’ or ‘semi-educated’ urban youth. The fact, however, remains that limited political support could be available to IS through rhetoric and websites. But individuals wanting to join the IS fighters will find it difficult to travel to its strongholds.

So should we stop worrying on account of IS, treat it as an Arab issue and let the west and the US fight their self-declared ‘worst enemy’? Not really. IS may not get a large number of recruits and much political support from Pakistan, but its message has the potential to wean away many Pakistanis from the mainstream. In some areas, it would reflect in the form of increased religious discrimination and more sectarian conflicts. There will be more pamphlets, CDs and wall chalking, sermons etc in favour of pseudo-Islamic causes including IS. In urban areas, religious parties are likely to draw bigger crowds in their political rallies.

The situation is not likely to change drastically even if the Taliban gain an upper hand in the power game in Afghanistan after the drawdown of the US/Nato forces. Personal preferences and vested interests involving commercial and political gains will cause realignments and readjustments in the strategy of small TTP factions.

Many TTP personnel had already slipped into the ‘US controlled, moderate’ Afghanistan and the neighbouring Central Asian Republics before the start of the military operation in North Waziristan. Some of them might hold sympathy for IS. These militants may try to return to Afghanistan or Pakistan and will pose a threat to the more moderate forces. They may even exercise a marginal influence on Islamic militants in India and China, which now seem to be more determined to act decisively against extremist elements.

Pakistan may have been a hotbed of the Taliban and a US testing ground for proxy wars. But it is

wrong to presume that it will become a breeding ground for IS. An IS version of the Islamic caliphate is not the preferred aspiration of Muslims in South Asia.

However, we cannot afford to lower our guard against those TTP commanders who have announced allegiance to the self-proclaimed caliph of the Islamic State. These commanders may continue to enjoy some support among the TTP and may feel tempted to stage some big terrorist activity in Pakistan.

Pakistan continues to have security problems on an immense scale. It will have to remain extra vigilant. Its security agencies should not lower their guard against IS sympathisers. It should watch over new realignments among militant factions, both indigenous and foreign. The TTP has obviously received a serious blow. Its network has been disrupted. But that does not mean that the TTP has lost the capability and the will to regroup and strike back.

More than commanders, affiliations and ideological differences are important to understand the future scenario and deal with it. The role of US and Nato forces is likely to remain critically important despite their reduced size in the post-2014 drawdown from Afghanistan. Along with bilateral cooperation with Afghanistan, Pakistan should be wary of any Indo-US alliance with malevolent aspirations against the state of Pakistan.

It is a welcome development that the prime minister has paid a visit to Miranshah and vowed to ensure development in the region. He said roads will be built and towns will be developed in the area. Perhaps, the government will have to do more than build roads and towns. Fata has to be given its due stake in the forthcoming power sharing in Pakistan.

If we want to charter a new Pakistan, we must ensure good governance and equitable distribution of development for all regions in the country. Half-measures will not bring change. Any inaction or insufficient action is likely to provide the currently fractured society hardly any space to grow and bolster its influence on the polity of the country. The pot is still simmering. The government should not wait for it to boil.

Original Article published in: The News

دیسیجن للاستشارات الادارية

Decision Management Consultants

Since 1990

Required

For our clients in Lahore region

1. Sales Supervisor - Auto parts
2. Sales Executives - Construction products
3. Office/Accounts Coordinators - Trading/Services
4. Teaching Staff - Primary/Secondary
5. Marketing Staff - Industry Marketing Experience

Salary package negotiable, in line with market / experience & qualifications

Interested Candidates requested to email their CV's specifying expectations to

info@dmcpak.com ; aamir@dmcpak.com ; abkhilji@dmcpak.com

Contact: 0321 9743985

داعی رجوع الی القرآن بانی تنظیم اسلامی

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے شہرۂ آفاق دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل

بیانُ القرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر

حصہ اول سُورۃ الفاتحہ وسُورۃ البقرۃ مع تعارفِ قرآن

(نواں ایڈیشن) ——— صفحات:360، قیمت 475 روپے

حصہ دوم سُورۃ آلِ عمران تا سُورۃ المائدہ

(چھٹا ایڈیشن) ——— صفحات 321، قیمت 425 روپے

حصہ سوم سُورۃ الانعام تا سُورۃ التوبہ

(پانچواں ایڈیشن) ——— صفحات 331، قیمت 425 روپے

حصہ چہارم سُورۃ یُونس تا سُورۃ الکہف

(چوتھا ایڈیشن) ——— صفحات 394، قیمت 475 روپے

حصہ پنجم سُورۃ مریم تا سُورۃ السجدۃ

(تیسرا ایڈیشن) ——— صفحات 480، قیمت 575 روپے

حصہ ششم سُورۃ الاحزاب تا سُورۃ الحجرات

(دوسرا ایڈیشن) ——— صفحات 484، قیمت 590 روپے

ملنے کے پتے

انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا پشاور

18-A ناصر مینشن، ریلوے روڈ نمبر 2 شعبہ بازار پشاور فون: (091)2584824,2214495

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور فون (042)35869501-3